بابرکت یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیأً للہ بافیض

بہارِ برکتؒ

یعنی

راماواز آتما گیان

(رموزِ خودشناسیؒ)

حسبِ حکم

امرالوقت حضرت پیر سید اشفاق محی الدین شاہ صاحب قادری

مصنف: خلیفہ غلام دستگیر راز

سجادہ نشین

امیر الوقت حضرت پیر
سید اشفاق محی الدین شاہ صاحب قادری
چک نمبر 477 گ۔ب کوٹ شریف
سمندری ضلع فیصل آباد

باقیض	یا شیخ سیّد عبد القادر جیلانی شیأ للّٰہ	بابرکت

بہارِ برکت

یعنی

راماواز آتما گیان

(رموزِ خودشناسی)

سلسلہ عالیہ قادریہ فاضلیہ بابرکت بافیض کوٹ شریف غربی

چک نمبر 477، گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد۔

مصنف

خلیفہ غلام دستگیر راز

بافیض	یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیأً لِلّٰہ	بابرکت

جملہ حقوق بحق آستانہ عالیہ محفوظ ہیں

نام کتاب: بہارِ برکت یعنی راماواز آتما گیان (رموزِ خودشناسی)

مصنف: خلیفہ غلام دستگیر راز

ترتیب: پسر مصنف

کمپوزنگ: خادم محمد ابوبکر اعجاز قادری

تعداد:
500

سن اشاعت:
2016

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ قادریہ فاضلیہ کوٹ شریف غربی
چک نمبر 477 گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد۔

باافیض	یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیأً للہ	بابرکت

بفیضانِ نظر

امرالوقت حضرت پیر سیّد

اشفاق محی الدین شاہ صاحب قادری

شیخ الوقت پیر دستگیر سید الطائفہ فضیلت مآب جناب حضرت

سید پیر برکت علی شاہ صاحب قادری قدس سرہ العزیز

امام الوقت اوجِ ولایت شاہ شہنشاہ صاحبزادہ

پیر سیّد اشفاق محی الدین شاہ قادری صاحب

سجادہ نشین دربار عالیہ قادریہ کوٹ شریف

علمِ ولایت کی درس گاہ

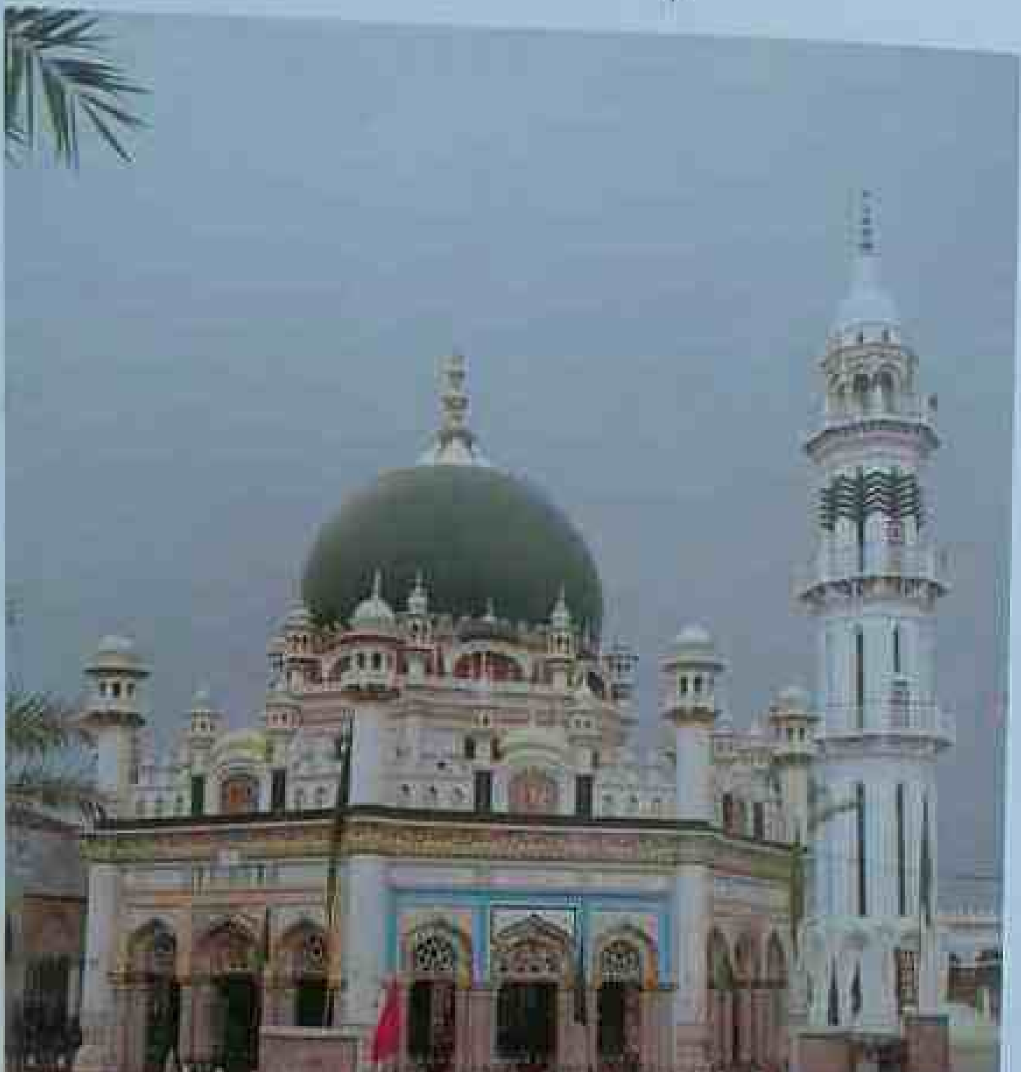

دربار عالیہ قادریہ کوٹ شریف

چک نمبر 477 گ۔ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

باافیض	یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ	بابرکت

دربارِ عالیہ

پیر دستگیر فضیلت مآب

حضرت پیر سیّد برکت علی شاہ صاحب قادری قدس سرہٗ العزیز

خاندان عالیہ قادریہ فاضلیہ بابرکت بافیض

حسبِ حکم

امرالوقت حضرت پیر سیّد اشفاق محی الدین شاہ قادری صاحب

----------Contact----------

Pakistan 0092-3026055477

U.K. 004-1414292010

U.K.Mobile 00447947769477

INDIA 0091162424841

website:

www.babarkat.com

E-mail: ishfaq88@hotmail.com

برکت لازم ہادیء لائق سخی علم تصّرف ہو

علی مخزن ہے فقر کا شاہِ بے پرواہ مُعّرف ہو

راز

تعارف

☆ خلیفہ غلام دستگیر راز کا منظوم کلام باحکم جناب حضرت پیر سیّد اشفاق محی الدین صاحب قادری کتاب ''گلزارِ برکت'' میں چھپا۔ خلیفہ صاحب کا بقیہ کلام جو کہ نثر میں ہے اور یوگ کے موضوع پر ہے اب شائع کیا جا رہا ہے۔ تاکہ دوست اس سے استفادہ کر سکیں اور ان کے علم میں اضافہ ہو۔ اس کے علاوہ اس رسالہ میں حضرت پیر سیّد کرم علی شاہ صاحب کا کلام شامل کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ حضور اس عاجزانہ کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں گے، آمین۔

پسرِ مصنف

2016

بیان یوگ

☆ اکثر بزرگوں کا کلام ہندی میں ہے جس میں انہوں نے ہندو یوگیوں اور مہا پرشوں کے الفاظ ہندی کو اپنے قول اور طرزِ کلام میں استعمال کیا ہے جو اہلِ اسلام فقراء کی کتابوں میں نہیں ملتے ۔ در کتاب لمعات العشق حضرت پیر کرم علی شاہؒ کا کلام بھی ہندی زبان میں ہے ۔ جس کو اکثر دوست نہیں سمجھ سکتے ۔ لہذا دوستوں کی سہولت کے لیے ہندو دھرم کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ سی حرفی نمبر دوئم ، پیر کرم علی شاہؒ کے اولین اشعار درج کر کے روشنی ڈالی گئی ہے ۔

الف :۔ الٰہی غنچہ کھلیا سنتا مول نہ گیان کریں
نرگن سرگن اوہو اوہی کیوں دل نوں حیران کریں
کون ہیں تو کی وسطو پیارے اس کی خوب پہچان کریں
کرم علی ایشور اور جیوک ان کو تو اک جان کریں

☆ عارفانِ اہلِ ہنود پیدائش عالم کی غرض کو" ایکوہم بہو سیام" مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کے معنی ہیں ۔ میں ایک ہوں بہت ہو جاؤں جب پار برہم میں سچد آنند مرکز قائم ہوتا ہے تو اُس میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ جیسا میں اکیلا سرور ابدی سے سرشار ہوں مسرور و مخمور ہوں ایسے بہت سے اور بھی ہونے چاہیے ۔ یہ منشا

سرشت عالم کا ہر معقول انسان کو قابلِ تسلیم ہوگا۔ کیونکہ وہ رحم باری تعالیٰ پر مبنی ہوگا سرور کا خاصہ یہ ہے کہ وہ اپنے میں محدود نہیں رہنا چاہتا بلکہ ہر سمت پھیلنا چاہتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر روح ہمیشہ سچد آنند کی کوشش کرتی ہے۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ منشاء الٰہی تو یہ تھا کہ سرور ابدی حاصل ہو پھر یہ گوناں گوں تکالیف کہاں سے آن کودیں۔ انسان انہیں میں کیوں مبتلا رہتا ہے اِس کا جواب یہ ہے کہ جبر و قدر دو ضدیں ہیں۔ لہذا ایک ہی وقت میں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ جبر میں کبھی قدرت پیدا نہیں ہوسکتی۔ قدرت ہمیشہ آزادی میں پیدا ہوتی ہے اس واسطے انسان کو آزادی عطا کی گئی ہے کہ چاہے جیسے افعال کرے قوانین شریعت کے بموجب ہر دو افعال یعنی نیک و بد کے نتائج کو ثمرہ معلوم کر کے بذریعہ علم ذاتی بدی سے ہمیشہ پرہیز کرے اور نیکی پر قادر ہو۔ کوشاں رہے کہ نیکی کی زیادتی ہو۔ دنیا جلال و جمال کی جنگ کا نام ہے جسکی طرف زیادہ جھکی ہوگی وہی کامیاب تصور ہوگی نیکی پر قادر ہونے سے یہ مراد ہے کہ خیر و شر کے نتائج بخوبی سمجھ کر بدی سے باختیار خود بچے۔ قدرت بلا تکلیف برداشت کے نہیں پیدا ہوسکتی۔ اِس عالم میں اُس چیتن شکتی کا ظہور ہے پہلے مادہ میں بطور مختلف قوتوں کے ہوتا ہے۔ یہ جو معدنیات و نباتات ہیں۔ انواع و اقسام کی قوتیں نظر آتیں ہیں۔ اُسی مطلق ہستی کا ظہور ہے جب یہ شکتی حیوانات میں پہنچتی ہے تو اس میں چیتنا کا بھی ظہور ہوتا ہے اور انسان

میں چیتنا کے ساتھ آنند کا بھی ظہور ہوتا ہے مگر پورا ظہور اُس شکتی کا کاملین میں ہوتا ہے۔ جناب پیر کرم علی شاہ صاحبؒ نے اس موقعہ کے مناسب کہاہے۔

ر:۔ رب دے نال توں پیا سُتا
پھر کیوں کونج وانگوں پیا کوکدا ہیں

☆ یعنی انسان سرِ قدرت ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے "**الانسان سرّی وانا سرّہ** "یعنی انسان خدا کا ایک سِر ہے اور خدا انسان کا۔ کتنا عالی مرتبہ ہے۔ دنیا مقام عمل ہے۔ عمل سے قبل نورِ ہدایت کی دولت سے مالا مال ہونا لازم ہے تاکہ سفر کی تکالیف پر غالب رہے جو ہر ہر میں رکھا گیا ہے۔ سید میراں بھیک صاحبؒ فرماتے ہیں۔

بھیکا بھوکا کچھ نہیں ہر کی گھٹڑی لال
گرہ کھول نہ جاندے اس پدہ بھئے کنگال

☆ روحِ انسانی بطور بچہ کے جب اس اچینتی مقام میں وارد ہوتی ہے۔ تو پہلے پہل اشیاء کا احساس شروع ہوتا ہے۔ منجملہ محسوسات میں سے بعض کو راحت رساں اور بعض کو ضرر رساں پاتی ہے۔ پس احساسات راحت کی طرف راغب اور احساسات رنج کی طرف سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ یہاں سے کشمکش زندگی جو ایک میدانِ جنگ حق و باطل ہے شروع ہو جاتی ہے۔ جس کثیف ترین مادہ سے یہ

عالم بنا ہوا ہے۔ وہی سارے جسم اور اندریوں کی ساخت میں کام میں لایا گیا ہے اس لیے ان میں ایک خاص قسم کی مطابقت ہے اور اس وجہ سے انسان کو اس عالم کی اشیاء میں سے ایک خاص قسم کی دلچسپی اور تعلق پیدا ہوتا ہے اور وہ اس عالم کی اشیاء میں سرورابدی کو تلاش کرتا ہے اور اپنے سچد آنند سروپ سے بے خبر سا ہوجاتا ہے جو خاص روحیں اس مجادلہ اور لڑائی میں محسوسات کا منہ توڑ کر نفس سرکش پر اختیار و قابو حاصل کرلیتی ہیں وہ اپنے نج روپ کو پراپت ہوجاتی ہیں اور جیون مکت اور کاملین کہلاتی ہیں مگر اکثر روحیں اس مجادلہ میں ہی کھیت رہتی ہیں اور منشا الٰہی یعنی سچد آنند پورا کرنے کے لئے مطابق ہندو دھرم ان کو پھر جنم لینا پڑتا ہے مگر مطابق احکام شریعت سزا و جزا کی مستحق ہوتی ہیں انسانی جسم میں چودہ طبقات عالم حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام طبقات	مقام
1.	پاتال	پاؤں کا تلوہ
2.	تلاتل	ایڑی
3.	رساتل	ٹخنہ
4.	مہاتل	پنڈلی

باافیض	یا شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیأ للہ	بابرکت

5.	ستل	زانو
6.	رتل	ران
7.	اتل	بیچ ران
8.	بھور	گدا یعنی پرتھوی منڈل
9.	بھوہ	نابھی یعنی جل کا منڈل
10.	سوہ	ہردے یعنی اگنی منڈل
11.	مہاہ	کنٹھ یعنی ہوا کا منڈل
12.	جنالوک	درمیان دونو ںیتر آکاش منڈل
13.	تپہ لوک	پیشانی مقام اعلیٰ میں
14.	ست لوک	برہم

☆ انسان احسن تقویم ہے۔انسان بن کر انسانیت اختیار کرنی چاہیے سرور روحانی کیلئے اُنس یا پریم محبوب حد درجہ غایت حاصل کرنا چاہیے اس کے لیے من کا نردوھ یعنی صفائی قلب ضروری ہے۔صفائی قلب ہونے پر دل کو یکسو ہو کر استغراق میں پہنچنا ہوتا ہے سرور باطنی ہوتا ہے اُس کو سرور روحانی کہتے ہیں۔اولیاء اکرام کا بیان

ہے کہ سرور جسمانی اور دماغی اس کے ادنیٰ مراتب ہیں جسکو اسکی ایک جھلک بھی نصیب ہو جائے اُسکی نظر میں دنیا کی کل راحتیں ہیچ ہو جاتی ہیں۔ اس سرور کو پا کر پھر خواہش اپنے مخزنِ خیال یعنی چت اور چت اپنے مخزنِ خیال میں سما جاتا ہے یہاں پہنچ کر خواہش اپنی کثیف صورت کو چھوڑ کر حالتِ لطیف اختیار کرتی ہے پھر اسکی طلب وتمنا کی صورت بالکل نیست ہو جاتی ہے۔ اس کو سرورِ سرمدی یعنی ہر حال میں قائم رہنے والا کہا جاتا ہے جسکو بہ الفاظ دیگر سچد آنند کہتے ہیں یہ تین خواہشیں انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔ اول خواہش بقائے دوام۔ دوم خواہش علم کل۔ سوئم خواہش سرورِ سرمدی۔ بقائے دوام ست کو کہتے ہیں۔ علم کل چت اور سرورِ سرمدی کو آنند کہتے ہیں۔ ان تینوں لفظوں کی ترکیب سے لفظ سچد آنند بنا ہے جسکا انسان ہمیشہ خواہاں رہا ہے انسان کو لازم ہے کہ اپنی پہچان کرے جو ایک افضل عبادت ہے۔ ہستی اور زندگی کو ست بھی کہتے ہیں۔ گیان اور پرکاش کا نام چت ہے خوشی اور سکھ کا نام آنند ہے جو اوصاف ست چت آتما کے ہیں۔ وہی اوصاف جیو میں بھی موجود ہیں یعنی ہمہ صفت موصوف ذاتِ مطلق ہے تو جیو اور آتما کی یگانگت میں کیا فرق رہا صرف محدودیت کا فرق ہے۔ اس جیونی شریر کو اپنا روپ سمجھ لیا ہے۔ اپنی ہی مختلف صورتیں آئینہ میں دیکھ کر بھرم ہو گیا ہے۔ انگریز کے گھر میں جنم لیا تو انگریز کہلایا۔ برہمن کے گھر میں برہمن اور چمار کے گھر میں چمار۔

نہ کوئی حقیقت میں انگریز ہے نہ برہمن نہ چمار ۔ایک انسان مختلف مقامات پر مختلف ہونے کا دعویدار ہے ۔کہیں پیشوں کے ذریعہ سے موسوم ہے ۔کہیں رنگ ونسل کے حساب سے ایک دوسرے سے جدا نظر آتا ہے ۔اہنکار اوہنگ سے نکلا ہے چونکہ اصل الاصل ہر شے قدیم ذات مطلق وواحد ہے اسی واسطے جو انا ذات میں تھی اُس کا اثر ساتھ ہی آیا۔ جو ہستی موہوم میں کبر کا باعث بن گیا۔ کہیں محکوم ہو کہیں حاکم مختلف اجسام میں آتما کے عکس کو دیکھ کر حیرت در حیرت کی حالت ہو گئی اس کا نام بھرم اگیان اور مایا جال ہے۔ جسکی وجہ سے اپنے روپ کی طرف سے ہٹ کر اور طرف مخاطب ہو گیا ہے۔ یہ نقص صرف جیو میں ہے برہم میں نہیں کیونکہ ذات مطلق "**فھو الان کما کان**" یعنی جیسے پہلے تھی ویسے ہی اب بھی ہے۔ یعنی جوں کی توں ہے ۔دل میں جو تخم بویا جاتا ہے اُس کا نام کرم ہے۔ اگر تخم دنیا کا دل میں جہل یعنی اگیان نے بودیا اور اسکو نکال کر پھینک دیا تو ٹھیک ہے اور خواہشات اور محسوسات کا پانی لگنے سے اُگ گیا اگر اُس وقت ہی نکال دیا تو بھی غنیمت ہے یا اگر پورا درخت ہو گیا اور پھول پھل لے آیا اور اپنی پوری طاقت کو پہنچ گیا تو بغیر گیان روپ کلہاڑے کے نہیں کاٹا جاسکتا ۔ اسی واسطے سن بلوغ پر پہنچنے کو پابندی احکام شریعت نافذ کی گئی ہے اس درخت کی جڑ تو ایک ہے لیکن پیڑ دو ہیں ۔ایک دنیا اور دوسری عقبےٰ ۔ ان پیڑوں میں دو دو بڑے تنے ہوتے ہیں

یعنی دنیا میں علم و جہل اور عقبےٰ میں بہشت و دوزخ۔ پھر اِن تنوں میں الگ الگ شاخیں نکلتی ہیں جیسے آنند اور دکھ کی مختلف صورتیں ہیں۔ پھر شُبھ اشبھ کرم روپ پھول آتے ہیں اور دکھ سکھ روپی پھل لگتے ہیں۔ جسکو جیوآتما کھانے لگتا ہے اور اِن کے مزے میں پھنس جاتا ہے مگر جس دل میں اس کی بو نہ پائی جاوے اُس کو اوتار کہتے ہیں۔ بعض پاک ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے دل میں دنیا کا اثر مطلق حمل کی حالت میں بھی نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دستگیر بے کساں۔ جو دل ایسا ہو اُسکی کیفیت بیان قلم سے باہر ہے۔

کچھ خاص دل محبت کے لئے مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا

☆ گیان اگیان دونوں انادی ہیں۔ اگیان میں دنیا اور گیان میں برہم نظر آتا ہے لیکن نہ تو گیان میں دنیا غارت ہوتی ہے نہ جہل میں برہم۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک کی طاقت دوسرے کو زیر کر لیتی ہے اور اس زیروزبر کا نام دنیا اور برہم ہے سب حمد وثنا لائق ہے اُس پروردگار عالم کو جسکی قدرت کے ایک کرشمے سے کل موجودات کو قیام ہے اور کل امور مشیت ایزدی سے مطابق حکم الٰہی سے ہو رہے ہیں لیکن جائے غور ہے کہ یہ کل امورات کس جگہ ہو رہے ہیں اور کس واسطے

ہو رہے ہیں اور یہ جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ کیا ہے اگر کہا جاوے کہ جگت میں ہو رہے ہیں تو سوال اٹھتا ہے کہ جگت کہاں ہے جگت ذات پر آتما میں قائم ہے بلکہ عین پر آتما ہے یا یوں کہو کہ جس جہت میں اس عالم یعنی ماسوا اللہ کا وجود واقع ہے وہ جہان ہے اور یہ جہان بحیثیت مجموعی نہ کسی مکان میں ہے نہ زمان میں۔ **ھوالظاھر امر حق** در قرآن ہے۔ اگر بغور دیکھا جائے تو اس جہان سے زیادہ ظاہر تو کوئی شے نظر نہیں آتی تو ضرور اقرار کرنا ہوگا کہ ضرور اس جہان کا تعلق اُس ذات سے ہے جو مکان و زمان سے منزہ ہے جو ذات کی وحدت کو ملحوظ رکھیں تو دوئی کا نام لینا جرم ہے تا کہ وحدت میں فرق نہ آئے۔ ماسوا اللہ اور اللہ دونوں ہی مکان و زمان سے منزّہ ٹھہریں تو وحدت کہاں رہی تو بے شک وہی ذات احد و یکتا کل شیءِ محیط ہے اور اُسکی کرسی زمینوں اور آسمانوں کو گھیرے ہوئے ہے۔ ذات مثل بحرِ بے پایاں و بے کراں اور دنیا مثل امواج اور حباب ہے اگر کہا جاوے کہ جب محشر قائم ہوگا یہ زمین آسمان آفتاب و ماہتاب معدوم ہو جائیں گے تو سوچنا چاہئے کہ کس میں معدوم ہو جائیں گے اور اب کہاں ہیں، اب بھی برہم میں ہیں پس کیا ہوا برہم ہی برہم ہوا۔ سورہ اخلاص شاہد ہے کہ ذاتِ حق کے سوا کسی کو بقا و قیام نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ ماسوا اللہ باطل ہے۔ نہ کوئی زمین ہے نہ آفتاب۔ صرف اسم سے تفاوت ہے کہ کئی لوگ جگت کہتے ہیں اور کئی برہم درحقیقت ایک

شے کے دو نام ہیں ۔ جس طرح تخم اور درخت ۔ دراصل تخم میں درخت مندرج ہے اور درخت کے اندر تخم موجود ۔ فنا میں ظہور اور ظہور میں فنا ۔ غیب میں شہادت اور شہادت میں غیب ۔ ظاہر میں باطن اور باطن میں ظاہر ۔ منشا الٰہی اِس تغیر و تعین کا باعث ہے ۔ ثابت ہوا کہ نہ کچھ پیدا ہوتا ہے اور نہ کچھ فنا ہوتا ہے پر آتما ہی جگت روپ ہے ۔

پہلے پرگھٹ آپ تھا جو گھٹ میں تھا سنسار
اب پرگھٹ سنسار ہے اور گھٹ میں ہے کرتار

☆ قدرت کے نظارہ میں قادر کا ظہور ہے اور اگر صفات کے عیوب میں ذات کا حصول ہے تو خوف فضول ہے ۔ اگر کوئی ابتدا مقرر کرو گے اُس سے پیشتر بھی کچھ ہوگا ۔ اگر کوئی انتہا کہو گے تو اِس کے پیچھے بھی کچھ رہے گا پس وہی ذات لا انتہا ہے اور انسان کو عشق خالص اُسی ذات کُل محیط کی طرف شایان و واجب ہے ۔ اُسی ذات کو صرف قرار ہے ۔ وہ ذات نفی و اثبات سے مترا ہے ۔ جب انسان سے خودی دور ہو جاتی ہے تو ذات و صفات ہر ایک دائمی ہے ۔ یہ تماشا اُسی وقت نظر آتا ہے جب تک دوئی ہے ۔ حالت جاگتے میں دو نظر آتے ہیں اور جب انسان سوتا ہے یعنی بے خود ہو جاتا ہے اُس وقت ایک نہ دو ۔ اسطرح بیخودی کے کمال میں ایک دو سب ہی غائب بلکہ نابود ہے اور چونکہ صرف ذات کو بقا ہے اِس لئے کونسی

ایسی دوسری چیز ہے جس سے ذات کو بنظرِ تشریح تشبیہ دی جاوے ۔مگر اصل میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ بھی اس سے خالی نہیں ہے ۔جس طرح شروع سے یہ طرح طرح کی رنگ آمیزیاں ہیں مثلاً کسی کو خوف دوزخ ہے اور کسی کو طلب بہشت ہے کوئی نرکھ کے دکھ یاد کر کے حیران و پریشان ہے تو کوئی بیکنٹھ کی آرزو میں سرگرداں ہے ۔جمادات پر نباتات کو بزرگی ۔نباتات پر حیوانات کو بزرگی ۔ان میں انسان کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا۔کسی کو کسی آرزو میں پھنسایا۔کسی کو کسی خواہش سے بھرمایا اصلیت میں نہ کوئی مقامی دوزخ نہ کوئی بہشت اور ایک خیال ہے دیکھا جائے تو ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ سُرگ اور جدا جدا نرگ ہے۔

اپنی کرنی پار اترنی ۔

کرم علی بن کرنی پیارے کس نے حق نوں پایا ہے

☆ ہر ایک کا بندھن اُس کے ساتھ ہے انسانوں میں بھی خاص خاص کو بہ اعتبار اُنکے علم اور گیان کے جو انہوں نے مشاہدہ ذات میں حاصل کیا ہے عوام الناس پر فوقیت اور شرف بخشا ہے اور ایسی قادر شخصیات بوجہ اپنے خیالات رحم و دیا کے منشا ذات کے مطابق وقتاً فوقتاً اس وجود نابود یعنی لباس بشریت زیب تن کر کے اپنے اس علمِ کُل اور گیان کُل کو نوع انسانی پر ہادیء کامل اور دستگیر بیکساں بن کر آشکارا کرتے ہیں ۔یا یوں کہو ذات اقدس باری تعالیٰ ہی اسم وصفت کے پردہ میں حائل

ہو کر خلقی روپ اختیار کر کے اپنا تماشہ آپ دیکھتی ہے ۔

ب:۔ برن شرم دے وچوں پیارے اپنے آپ کو چاہ اٹھا
جاگرت سوپن سکھوپت تریا ان کے بیچ میں سرت جما
کر اشنان تو آتما تیرتھ ململ غوطہ خوب نہا
کرم علی لگ گور کے چرنیں چھوڑ پیارے غیر ادا

ت:۔ تر وحدت وچہ پیارے ہورنہ ایسی تاری ہے
پانچ بھوت کو جو کوئی مارے ہور کیا خوب کھلاڑی ہے
جس نے اپنا آپ نہ جاتا لاکھ پڑی پنساری ہے
کرم علی پھنس چار برن میں آپے بازی ہاری ہے

☆ یوگی شریر کامل منش کو کوٹھہ ہری نارائن کہتے ہیں۔ جیو کی پانچ اوستھا جاگرت۔ سوپن۔ سکھوپت۔ تُریا تریاتیت ہیں اور اِنکی پانچ دیھہ استھول۔ سوکشم۔ کارن۔ مہا کارن اور کیولیہ ہیں مگر دراصل شریر تین قسم پر ہیں۔ استھول۔ سوکشم اور کارن۔ مہا کارن اور کیولیہ کارن ہی کی لطیف ترین حالت کے نام ہیں۔ انسان کے جسم میں گیارہ اندریاں ہیں۔ پانچ کرم اندری، پانچ گیان اندری گیارہواں من ہے۔ استھول شریر پچیس تتوں رچت ہے۔ یعنی:۔ آکاش۔ پون۔ اگن۔ جل۔ پرتھوی۔ ایک ایک تتو کی پانچ وستو ملی ہیں۔

آکاش کے پانچ تت: کام۔کرودھ۔لوبھ۔موہ۔بھے ہیں۔

پون کے پانچ تت: دوڑنا۔اُچھلنا۔پسرنا۔سنکوچنا۔ہلنا یا پھرنا ہیں۔

اگن کے پانچ تت: بھوک۔پیاس۔نیند۔آلس۔کرانت ہیں۔

جل کے پانچ تت: خون۔منی۔کف۔پیشاب۔پسینہ ہیں۔

پرتھوی کے پانچ تت: ہڈی۔گوشت۔چرم۔ناڑی۔روم یا بال ہیں۔

سوکشم شریر: یہ شریر سترہ تتوں سے رچت ہے۔

پانچ گیان اندری: ناک۔کان۔آنکھ۔زبان۔کھال

پانچ کرم اندری: ہاتھ۔پاؤں۔گدا۔لنگ۔باک

پانچ پران: پران۔اپان۔دیان۔اودان۔سمان

اورانتھ کرن یعنی من ویدھی۔ان سترہ کے مجموعہ کو سوکشم شریر کہتے ہیں۔

کارن شریر

☆ یہ ایک نور کا مرکز ہوتا ہے اس جسم میں سوکشم شریر کی طرح حواس جداگانہ نہیں ہوتے۔صرف ایک ہی قوت حس ہوتی ہے جو کل حواس کا کام دیتی ہے۔اس

عالم میں خیالات کا اظہار الفاظ کے ذریعے نہیں ہوتا بلکہ ایک خوش نما خوش رنگ خوبصورت تصویر کے ذریعہ سے پورا پورا ادا ہو جاتا ہے اور یہ شریر اور شریروں کی بنیاد یعنی علام وخزانہ ہے۔

یارب چہ خوش است بے دہان خندیدن
بے واسطہ چشم جہان را دیدن
بنیش و سفر کن کہ بغایت خوب است
بے منت پا گردِ جہاں گردیدن

☆ ان تین شریروں کے مطابق اوستھا بھی تین ہیں۔

جاگرت۔ سوپن۔ سہکوپت۔ جب دس اندری اور چار انتھ کرن کام کریں۔ یعنی چت کی برت اندریوں کو لیکر بہر مکھہ ہو اُس کو جاگرت کہتے ہیں۔ اِسکا تعلق استھول شریر سے ہے۔ جب سوکشم شریر جو سترہ تتوں سے رچت ہے موجود ہو یعنی چت کی برتماترا کو لے کر انتر مکھہ ہردے میں بھرتی ہے اس کو سوپن کہتے ہیں۔ جب استھول وسوکشم سماج اگیان میں سے ہو کر کیول انند گھن اوستھار رہے وہ سہکوپت ہے۔

دیدانت یعنی ودیا:۔ ودیا کا انت اور سمبندھ یعنی برہم کا پانا کیلئے مذکورہ بالا جاننے کے بعد ترکِ خودی ترکِ توہم واشتہا۔ ترک تعصب ضروری ہے۔ راہ سلوک میں

گامزن ہونے سے پہلے سسنکار چشمِ کثیف سے جسم لطیف کا ہونا ۔ دوسرا سسنکار عالمِ ظاہری و باطنی کے درمیان سے جال پردوں کا اٹھنا۔تیسرا سسنکار ہنس ہے یعنی دوئی سے رہت ہو جانا ۔ چوتھا پرم ہنس ہے یہاں مُکت پراپت ہوجاتی ہے یعنی سالک عالم ثریا یعنی لاہوت میں پہنچ جاتا ہے۔اُس کا علم اس قدر وسیع ہوجاتا ہے کہ وہ علمِ دماغی سے علمِ ثریا تک پہنچتا ہے اس مرتبہ میں سالک کے حسب ذیل قیود دُور ہوجاتے ہیں۔

اول:۔ روپ راگ یعنی خواہش ہستی بصورت دور ہوجاتی ہے۔

کلام نیاز صاحب ملاحظہ ہو۔

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں
بیخودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں

لامکان کی منزلت پاتا ہے کب کون ومکان
ہُو کے ویرانے کے آگے ہے کی بستی کچھ نہیں

کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ نہیں
غیر اسکے معنی رمزِ الستی کچھ نہیں

یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہیں پستی ہے میاں
فقر میں پستی یہی ہے اور پستی کچھ نہیں

بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

سوئم :۔ مان یعنی فخر سے رہائی ہوجاتی ہے۔

چہارم :۔ امکان اضطراب نہیں رہتا۔

پنجم :۔ اودیا یعنی جہل سے رہائی ہوجاتی ہے۔

نرگ و سُرگ

☆ انسان جب سوتا ہے اور حالتِ خواب میں جاتا ہے تو اُس کا استھول شریر بے کار ہوجاتا ہے مگر اپنی گزشتہ تمام دن کی خواہشات وواقعات کے مطابق طرح طرح کے خواب دیکھتا ہے اور اُن میں رنج و راحت محسوس کرتا ہے ۔اِس طرح جب انسان مرتا ہے تو اُس کا استھول شریر ناس ہوجاتا ہے مگر حالتِ زندگی کے افعال جسمانی خواہشات کے مطابق سوکشم شریر سے دُکھ یا سکھ بھوگتا ہے ۔اِس کو جنت ودوزخ اور اعراف کے ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔

نظامِ بدن

☆ پران۔اپان۔سمان۔دیان۔اودان۔

1. دیان:۔ جزو کل میں بصورت خلا ایک حالت پر قائم ہے۔

2. سمان:۔ کل عالم میں بصورتِ ہوا اور جسم انسان بصورتِ نقش قائم ہے
ناہی اسکا استھان ہے اور کل جسم میں رسون پہنچانا اسکا کام ہے۔

3. پران:۔ کل عالم میں بصورت حرارت اور جسم انسانی میں بہ شکل حرارت
عزیزی موجود ہے۔ دل اسکا مرکز۔ سورج اسکا دیوتا ہے۔ ہردے سے اٹھ کر بارہ
انگل باہر جاتی ہے۔ سبھاؤ گرم سروپ لال ہے۔

4. اپان:۔ کل عالم میں بصورت مادہ باردہ اور جسم انسانی میں بصورت برودت
موجود ہے۔ مقام گدا اسکا مرکز ہے اور گنپتی دیوتا ہے اور باہر سے اندر کو سرد ہو کر
جاتی ہے سروپ مانندِ ماہتاب ہے اور سبھاؤ سیتل ہے۔

5. اودان:۔ عالم میں بصورتِ زمین اور اجسام میں بصورتِ ذات خاکی
موجود ہے۔ دیوتا چندرماں اور مقام حلق ہے۔

سمان	است	در	ناف	در	دل	پران
اودان	است	در	گلو	بہ	مقصدِ	اپان

دیان تمام اندر است بدن

بہ این پنج باشد نظام بدن

اپان فرورفتن دم بزور اپان است

برآوردن آں بسعی پران است

پران:۔ آتما یعنی روح کا ایک ایسا مجلی مصفّی ظہور ہے جس میں آتما کا عکس صاف طور پر دکھائی دیتا ہے یا یوں کہو روح کے ظہور کی صورت کا نام ہی پران ہے مختلف مقامات پر اس کے مختلف نام فعلوں کے ذریعہ سے دیئے گئے ہیں:۔

☆ جسم انسانی میں دس مکھ ہیں۔

پران۔اپان۔سمان۔دیان۔اودان۔ناک۔دہنجے۔دیودت۔کورم کرکل۔

☆ پانچ روپ پرانوں کے فعل یہ ہیں:۔

1. ناک سے ڈکار آتی ہے۔مقام گلہ ہے۔دیوتا شیشنا ہیں۔

2. دہنجے بعد از مرگ جسم کو پھیلاتی ہے اور جسم سے علیحدہ نہیں ہوتی۔مقام تمام جسم اور دیوتا ایشور ہے۔

3. دیودت جمہائی لاتی ہے کام دیو اور مستورات کے جسم میں دودھ پیدا کرتی ہے مقام ہر دو پستان اور دیوتا کام دیو۔

4. کورم سے آنکھ کی پلک کھلتی اور بند ہوتی ہے۔مقام آنکھ اور دیوتا جوت یا

پرکاش ہے۔

5. کرکل سے بھوک لگتی ہے اور کھانا ہضم ہوتا ہے مقام معدہ دیوتا مند اگنی ہے۔

☆ تمام اجسام اور یہ سب پیارا من روپ ہے جس طرح جسم خود بخود حرکت کرتا ہے اُسی طرح انسان بھی فعل مختار ہے مگر جب رضا وتسلیم میں ڈیرہ ڈال دے تو دوسری بات ہے اس میں دو کی جگہ ایک ہی رہ جاتا ہے سچے پریمی محو وبے خودی میں رہتے ہیں اور دمبدم شراب شوق سے مخمور رہتے ہیں دنیا ان کو طلب کرتی ہے مگر ان کو پروا نہیں ہوتی۔

اے یار تجھے لازم ہے ؎

تلسی اپنے اشٹ میں مگن رہو دن رات کے مطابق تیرا حال ہو۔ اور خواہاں رہے

کہ ترکٹی میں گرو کے درشن ہوں۔ پریم کی بستی بھی بڑی عجیب ہے ؎

قید بھی یہاں کچھ نہیں اور چھوٹ بھی نہیں سکتے

واہ وا اس دام کو آفریں صیاد کو

☆ عشق الٰہی پاک لوگوں کے کمانے کا ہے یا یوں کہو کہ پاپی کو پاپ سے توبہ کرکے یعنی پاک ہو کر میدانِ عشق میں قدم رکھنا ہوتا ہے ؎

کامی کرودھی لالچی ان سے بھگت نہ ہوئی

بھگت کرے کوئی سورما ذات برن سب کھوئی

ہادی کامل مل جائے تو سب مرحلے طے ہو جاتے ہیں کیونکہ ۔

اٹل راج مہاراج کا جا میں اٹک بہائے
جا کے من میں اٹک ہے سوہی اٹک رہ جائے

☆ کیونکہ وہم کی بیخ کو مرشد ہی کاٹتا ہے پھر اٹک کیوں رہے گی مگر ان کامل ہستیوں سے یا صاحبان راسخ العلم سے اکثر ملنے جلنے سے بڑا فرق پڑتا ہے ۔

نیو لاگت لاگت ہے اور پیئو پاوت پاوت ہے
برسوں کا منوا سویا ہوا جاگت جاگت ہے

☆ پہلے نقل ہی ہوتی ہے پھر اصل کا خیال ہونے لگ جاتا ہے کیونکہ جب مزاج کا انت یعنی خاتمہ ہو گیا تو پھر حقیقت ہی باقی رہ جاتی ہے ۔

انت مزاجوں بعد حقیقت ڈھونڈیاں ہتھ آوے
شائد دلبر گزر خطاؤں عیبیاں نوں گل لاوے
جُھٹ مُٹ کیلئے سچ مچ ہووے سچ مچ کھیلے برلا کوئے
جو کوئی کھیلے من چت لائے ہوتے ہوتے ہوہی جائے

☆ ایشوری گنوں یعنی اوصاف الٰہی کو حاصل کرنے کیلئے لاہوت بنتے ہیں سب کچھ تیاگ دیتے ہیں تاکہ حقیقت کا رنگ چڑھ جائے ۔ جس قدر تعلق ہیں سب عارضی ہیں صرف یہی تعلق قدیمی ہے ۔ تسلیم و رضا کو اختیار کر کے نفس سرکش کو

ذلیل کر کے اصل مقصود کی طرف قدم اٹھتے رہتے ہیں اسی کو صبر کہتے ہیں ۔

صبر وہ ہے پیشِ چوگانِ قضا
بن کے صابر دم نہ مارے تو ذرا

☆ جب جیو آتما سب اِندریوں کو قبضہ میں کر لیتا ہے اور سب کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہے تو اسی کا نام آزادی ہے ۔یہی وہ کیفیت ہے جس میں غلام سے شاہ ہو جاتا ہے گھر چھوڑ کر مارے مارے پھرنے سے آزادی حاصل نہیں ہوسکتی ۔ جیو کی چت ۔بُدھ ۔اچھیا ۔پران ۔من ۔اہنکار یہ چھ حالتیں ہیں ۔فرض کرو کہ کسی چیز کی بابت سنا یا دیکھا اُس پر چپ چلا عقل نے اِس کو پہچان کر اچھا یا برا معلوم کیا۔خواہش نے اُس کو اپنی طرف کھینچا اگر کھانے وغیرہ کی چیز ہے تو پران نے یا جس اِندری کے آنند کی چیز ہے زور کیا۔ پھر من نے اپنا جال تدبیر کا پھیلایا کہ کس طرح سے حاصل کرنی چاہیے ۔جب مل گئی تو اہنکار نے اس تمام کاروائی کو اپنی طرف منسوب کیا اگر مل گئی تو بھی یہ غلامی کی حالت ہے اور گیان کی حالت یہ ہے کہ کوئی چیز دیکھی چپ چلا بُدھ نے نشچے کیا۔ پران نے زور کیا۔من نے تدبیر سوچی مگر چونکہ جیو آتما گیانی ہے اُس نے فوراً اُس خواہش کو ہی غارت کر دیا بلکہ یہ تو کھتروں کی حالت ہے ۔گیانی تو مثل پہاڑ کے اٹل ہوتے ہیں ان میں اچھا کا ہی اوبھاؤ ہوتا ہے۔ بھگتی چار قسم کی ہوتی ہے :۔

1. تموگنی 2. رجوگنی 3. ستوگنی 4. آنند

☆ معلوم ہونا چاہئے کہ انسان میں تین گن مانے گئے ہیں۔

تم۔رج۔ست۔ان ہی حرفوں سے مدرجہ بالا الفاظ بنے ہیں:۔

تم:۔ تموگنی میں پریم تو ہوتا ہے مگر ہر دم خواہش یہ ہوتی ہے کہ جو بات میں کہتا ہوں وہی ہو۔میری ہاں میں ہاں ملتی رہے یعنی خودی یا اہنکار کا بڑا زور ہوتا ہے۔

رجوگنی:۔ رجوگنی میں مطلب پورا ہونے کا خیال رہتا ہے۔ستوگنی میں یہ خیال ہوتا ہے کہ جس طرح میرا خیال ہے اُسی طرح پر ہو جائے تو بہتر ہو اور آنند بھگتی میں یہ سب باتیں جاتی رہتی ہیں اپنا اور اپنے خیالات اور خواہشات کا ناش ہو جاتا ہے۔

ستوگنی۔رجوگنی۔تموگنی کی ایک اور تمثیل درج ذیل ہے:۔

عنوان دان دینا:۔ فرض کرو جو دان فرض سمجھ کر بدلے کی اُمید نہ رکھ کر اور موقع دیکھ کر جو مستحق ہو اُسکو دیا جائے وہ دان ستوگنی ہے اور جو بدلے کی صورت میں مجبوری کی حالت میں کیا جاوے وہ رجوگنی ہے اور جو دان موقعہ ووقت کا خیال نہ رکھ کر اور غیر مستحق کو بے قدری یعنی توہین اور غصہ یعنی کرودھ کر کے دیا جائے وہ تموگنی ہے۔

راہِ سلوک کے منازل

☆ راہِ سلوک میں چار منازل ہیں ۔ناسوت۔ملکوت۔جبروت اور لاہوت۔جن کو بتدریج جاگرت۔سوپن۔سکھوپت اور تریا بھی کہتے ہیں۔

1. ناسوت:۔ مادی اشیاء مثلاً جمادات نباتات اور خاک وآب وآتش کا نام ہے حیوانات دو قسم پر ہیں ۔ناطق و مطلق ۔ناطق انسان ہے ۔جسکو عقل وتمیز ہے اور اشرف المخلوق ہے۔ضمیر کا ظہور ہونے سے جو نیک وبد کی تمیز موجود ہے اس سے سرور سرمدی کی تلاش کا فطرتی مادہ اس میں موجود ہے اس پہلی منزل کا نام شریعت اور کرم کانڈ ہے چونکہ حواس ظاہری سے اس میں کام لیا جاتا ہے اسلئے جاگرت کہتے ہیں ۔اس میں جیو آتما آنکھ میں نواس کرتا ہے اس میں ذکر کو فضیلت ہے اسکو سیر الی اللہ کہتے ہیں۔

2. مقامِ ملکوت:۔ یہ فرشتوں یعنی پاک ہستیوں کا مقام ہے۔اس میں کم کھانا۔ کم سونا۔بری صحبت سے پرہیز لازمی ہے۔عبادت کثرت سے کی جاتی ہے تاکہ محبت کمال حاصل کرے۔دیوأسر سنگرام یعنی شیطان الرجیم اسی جگہ ہوتا ہے اور من کا میدان بھی یہی ہے جس طرح سپنے میں حواس اندرونی کام کرتے ہیں اسی طرح من کو مارنے کیلئے حواس اندرونی سے کام لیا جاتا ہے۔ اسلئے اس کو سپن اوستھا

کہتے ہیں۔

تلسی رَن میں جو جھنا گھڑی ایک کا کام
نت اُٹھ من سے جوجھنا بن کھنڈے سنگرام

☆ اِس منزل کے راستہ کو طریقت یا دھرم کہتے ہیں اس میں فکر کو فضیلت ہے اسکو سیر فی اللہ کہتے ہیں۔

3. مقامِ جبروت:۔ یہ دیوتاؤں اور پاک روحوں کا مقام ہے۔ اس میں بڑی بڑی آزمائشیں ہوتی ہیں۔ شکتی سِدھی کشف وکرامات اِسی میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ کشف وکرامات بھی اہنکار ہے ایک قسم کا۔ لہٰذا من اور اِندریوں کو خوب مایوس رکھنا چاہیے۔ اس منزل کا نام حقیقت یعنی انبھوہ ہے۔ اِس میں حواس ظاہری اور باطنی سب کو معطل کرنا پڑتا ہے اور صرف انبھوہ کی حالت ایسی ہوتی ہے کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ جیسے گہری نیند سے جاگنے پر کسی سے اُس کی حالت دریافت کریں تو وہ کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ حواس کی وہاں رسائی نہیں ہوتی۔ اِس میں جیو آتما ایک کنٹھ میں نواس کرتا ہے یعنی متحلا من سے اٹھ کر جو بات گلے یعنی کنٹھ سے ہو کر زبان نے ادا کی باثر ہوتی ہے اسکو سکھوپت کہتے ہیں۔ اِس میں تصور یا دھیان کو فضیلت ہے چونکہ خودی دور نہیں ہوتی اس لیے یہاں سے انسان لوٹ سکتا ہے جیسے گہری نیند سے جاگ اُٹھتا ہے اِسکو سیر مع اللہ کہتے ہیں اِس میں صرف

ایک پردہ سا رہ جاتا ہے لیکن جیسے پردے سے چھن چھن کر روشنی دکھلائی دیتی ہے اس طرح جمالِ یار نظر آتا ہے اس کی وجہ سے بے خودی سی ہو جاتی ہے اور اُس کے انند سے متوالا سا ہو جاتا ہے۔

مجھے بے خودی یہ تو نے بھی چاشنی چکھائی
کسی آرزو کو دل میں نہیں اب رہی سمائی
نہ خار ہے نہ خطر ہے نہ رجا نہ دُعا ہے
نہ خیالِ بندگی ہے نہ تمنائے خدائی
نہ مقام گفتگو ہے نہ محل جستجو ہے
نہ وہاں حواس پہنچے نہ خرد کو ہے رسائی
نہ مکاں ہے نہ مکیں ہے نہ زماں ہے نہ زمیں ہے
دل بے نوا نے میرے وہاں چھاؤنی ہے چھائی
نہ وصال ہے نہ ہجراں نہ سرور ہے نہ غم ہے
جسے کہیے خوابِ غفلت سو وہ نیند مجھ کو آئی

4. مقام لاہوت:۔ یہ پرآتما یعنی خاص خدا کا مقام ہے۔ اِس راہ میں سفر کرنے سے رفتہ رفتہ دوئی اور خودی دور ہو جاتی ہے طالب مطلوب اور عاشق معشوق ایک ہو جاتے ہیں۔ محویت اور فنا فی اللہ اِس کو کہتے ہیں۔ اس میں جیو آتما پہلے تین

اوستھاؤں کا ساکئی ہوکر اور مایا سے رہت ہوکر برہم رند ہر میں بسرام کرتا ہے۔ اسکو ترُیا ید کہتے ہیں کیونکہ خودی دور ہوجاتی ہے اسلئے یہاں سے بازگشت نہیں ہوتی ہے یعنی نفس مطمعنہ ہوجاتا ہے اس راستے کا نام معرفت یعنی گیان ہے۔ یعنی چیز کو جیبوں کا تیبوں جاننے سے بھول نہیں ہوتی۔ اس میں استغراق یعنی گیان سمادھ کو فضلیت ہے۔ فنا کے بعد بقا ہے اسکو سیر من اللہ کہتے ہیں اسکا نام ترُیا تیت ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل کیفیت درپیش ہوتی ہے۔ ناداری و بیماری۔ ذلت ورسوائی۔ آرام وراحت۔ عزت واحترام۔ کشف۔ سیر ملکوت۔ حصول قدرت یعنی شکتی سدھی

یکے منزل کہ آں ناسوت نام است
درآں اوصاف حیوانی تمام است

ازاں منزل اگر خود بگذرد کس
رسد در منزل دوئم ملک بس

درآں عالم چو او معروف گردر
ملائک زآسماں مکشوف گردر

چو برگرد قدم را او زملکوت
رسد در منزل سوئم بہ جبروت

مقام روح برمن حیرت آمد

نشان از من بہ گفتن غیرت آمد
در آں منزل بود کشف وکرامات
ولے باید گذشتن زاں مقامات
اگر دنیا وعقبےٰ پیش آید
نظرؔ کردن برآں ہر گز نشاید
بنور ذکر باید در گذشتن
بر آب توبہ باید نشستن
چوگردد جان و دل از غیر حق پاک
رسد در عالم لاہوت بے باک
درآں منزل چہارم جست وجوئے
نباشد با خدا جز گفتگوئے
مقام قرب بس اعلیٰ مقام است
نبی مائی در آں منزل حرام است
بجز صادق نیابد رہ بداں سو
بہ جز عاشق نہ گنجد در آں کو
لباسِ زہد و تقویٰ تانہ پوشی

شراب معرفت را کے بنوشی
کسے کو معرفت کردہ حاصل
مقامِ قرب حق راگشت واصل
مسافر باش دائیم راہ ے رو
قدم را ہوش دار ازچاہ و ازکو
چُو رہ دور است و منزل بے نہایت
یقین را نوشہ کن بہر خدایت
ہر آں منزل کہ آں در پیش آید
اقامت کردن اندر ولے نشاید
زصورت پائے بیروں نہ رواں شو
رہ حق پیش گیرد بس دواں شو
بہر ملکے عجائب ہا بہ بینی
بہر عالم غرائب ہا بہ بینی
سفر اندر دل خود بایدت کرد
نہ در دنیا زمیں ے بایدت کرد
سفر ازخود دل از دل بجاں رو

نہ ازا جام بہ ملک جہاں رو

رہِ نزدیک از دور دوتائی

اگر یکتا شوی مردِ خدائی

اگر اِن میں ثابت قدم رہا تو سچد انند کی پراپتی ہوتی ہے۔

☆ ہندو دھرم بھی چار ہیں۔شام۔دام۔ڈنڈ۔بھید (تفرقہ)

☆ چار پدارتھ ہیں۔موکش۔کام (سلوک) دھرم۔ارتھ۔

☆ بجھن یگ اور تپ دان کے چار سادہن ہیں۔برہمن۔چھتری۔ ویش۔شودر۔

☆ چار آشرام ہیں سنیاسی۔بان پرست۔گرہستی۔برہم چاری۔

☆ چار اوہستا ہیں۔جاگرات۔سوپن۔سکہپت۔تُریا۔

☆ چار انتھ کارن ہیں۔اہنکار۔بُدی۔چت۔من۔

1. بُدی تین قسم پر ہے۔تلیا پر جسطرح پانی تیل کی سطح پر جلدی سے پھیل جاتا ہے یہ بھی دور تک وچار کرتی ہے۔

2. موتیا:۔ جس قدر چھید کیا جاوے اُس سے آگے نہیں بڑھتی ہے۔

3. نمدا:۔ جس طرح سوئی نمدے سے پار ہونے پر جوں کی توں مل جاتا ہے

کچھ اثر نہیں ہوتا۔

☆ چیلے کے چار لکشن ہیں:۔

1. اہنکار کا تیاگ

2. وشے یا ستا سے رہست رہنا

3. گور کی سیوا تن من دھن سے کرنا

4. گور کے بچن پر پوری شردھا اور وسواس رکھنا

☆ چیلے دو قسم کے ہوتے ہیں:۔

1. گُرمکھہ:۔ جو مالک کی مرضی کے مطابق کرے۔

2. من مکھہ:۔ جو مالک کے کاموں پر اعتراض کرے۔

کلام کرم علی شاہ صاحبؒ۔

ث:۔ ثابت توں کیتا نائیں سُرب پورن تو آپ ہی یار
تر لوکی ہے تیری رچنا کیوں توں اسوچہ کریں انکار
پانچ تت کو ڈشٹ سے اپنے پکڑ کے جاگہ جاگہ مار
کرم علی پھر ہر جاگہ اپنے آپ کو چاء وچار

ج:۔ جگت دیاں ریتاں دیول پیاریا مول توں نظر نہ کر
ایہہ ناہیں سب ناسک ہون جتھ نہ اپنے مول پکڑ

ہیں تو روپ انوپ عجائب کسدا تینوں دل وچ ڈر
کرم علی کر اپنی سوجھی صحیح سلامت گھر وچ وڑ
ح:۔ ہنکار تے کام کرودھی تیرے تینوں کرن خراب
توہیں ہرتا کرتا داتا دیوے تینوں کون عذاب
پر آتم وچہ کر کے ڈیرہ بشیاں نوں چھوڑ شتاب
کرم علی جے مکتی لوڑیں اوہنگ سوہنگ کا کر جاپ

☆ اصل منشاءِ فقر دیدارالٰہی ہے۔اِسکو بزرگوں نے مختلف طرح سے بیان کیا ہے۔

☆ قادری صاحب فرماتے ہیں ۔

فقر کیا ہے اپنی ہستی سے گزرنا ہے فقط
جیتے جی مرنے سے پہلے یارو مرنا ہے فقط

حدیث شریف:۔ ''**الفقرُ فخری والفقرُ منّی**'' یعنی فقر پر ایک فخر ہے اور مجھ سے ہے۔گویا دین کا حصول اعلیٰ فقر ہے۔جس نے اسکو حاصل کیا بے پراہ کہلایا ہے۔فقر کا حصول عشق سے وابستہ ہے۔جب تک عاشق محبت کی سوزش میں جل کر کشتہ نہ بنے یہ گوہر نہیں ملتا۔اب دیکھنا یہ ہے عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھنا چاہیئے۔

☆ عشق محبت اور پریم سب ایک ہی چیز ہے مگر دراصل شے کیا ہے اِس کا بیان زبان ادانہیں کرسکتی۔ البتہ اِسکا تماشہ کوئی صاحبِ حال چاہے تو مزہ چکھا سکتا ہے

قول قادری ۔

جو ماسوا محبوب ہو اک پل میں دے سب کو جلا
آتش سے سوزاں تر ہے عشق اسکا یہی ہے اقتضا

☆ اِصطلاح عارفین میں عشق سے دو حالتیں مراد ہیں۔ ایک جذب دوسری ضبط۔ جذب کے معنی کشش ہے۔ یہ وہ کشش ہے جس سے ستارے، سیارے، چاند، سورج خلاء میں معلق ہیں۔ اجزائے خوردیعنی پرانو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ یہ کشش ہی چور سے چوری کرواتی ہے۔ دانی سے دان دلاتی ہے۔ اِسی نے منصور کو سولی پر چڑھایا۔ شمس تبریز کا گوشت اُتارا۔ موسیٰ کو فرعون سے لڑایا ابراہیم ادھم سے تخت وتاج چھڑایا۔ قیس کو مجنوں کا لقب دے کر دشتِ نجد میں پھرایا وغیرہ وغیرہ۔

☆ انسان۔ حیوان۔ چرند۔ پرند بلکہ تمام برہمانڈ اسی کشش کا مرکز بنا ہوا ہے اور اس کے گرد چکر کاٹ رہا ہے اور اسی سے قائم ہے لہذا اختلافِ حالات کے لحاظ سے اس کا طرزِ اظہار جداگانہ ہے۔ درویش درِ محبوب پر صدا کرتا ہے۔ عابد مشغول عبادت۔ زاہد روزہ نماز میں لگا ہوا ہے۔ رند شراب سے سرمست ہے۔ عیاش

تماش بینی میں۔کیا نیک کیا بد سب اِسی کے زیرِاثر ہو رہے ہیں اور سب اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں وجہ یہ ہے کہ یہ کشش سرورِابدی ہے۔چونکہ ہر چیز اس کشش کا مرکز ہے اور اپنے اردگرد کی تمام اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔اِس کی وجہ سے اس کی رفتار سیدھی نہیں ہے بلکہ دائرہ کی صورت میں ہے۔یہ دائرہ پہلے پہل بہت ہی تنگ صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے یعنی اپنے ہی نفس کے زیر ہوکر مغلوب ہو جاتا ہے جس کو خود غرض کہا جاتا ہے۔بچہ ہر چیز کو لینے اور اپنے واسطے رکھنے کی کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ سانپ یا آگ جیسی مہلک چیز کیوں نہ ہو۔جو سامنے آجائے تو ہاتھ سے پکڑ کر منہ میں دھرلے گا اور کوئی چیز اُس سے چھین لی جائے تو ناخوش ہوتا ہے۔دینا پسند نہیں کرتا خواہ نقصان دہ ہی ہو مگر جوں جوں انسان بڑھتا ہے اُسی طرح وہ دائرہ بھی کشادہ ہوتا جاتا ہے سرور کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے من میں محدود نہیں رہتا بلکہ ہر سمت پھیلنا چاہتا ہے یہ قائدہ مسلّم ہے کہ ہر چیز اپنے اصلی مرکز کی طرف جانے کی کوشش کرتی ہے اگر اپنے مرکز کی طرف نہ جائے تو سمجھ لو کہ گمراہ ہے۔جیسے سل ودق امراض ظاہری کا اثر جسم پر ہوتا ہے اِسی طرح حرص وہوا، اور ہوس اخلاق ذمیمہ امراض باطنی کا اثر روح انسانی پر ہوتا ہے۔اِن کا علاج دو وجہ پر ہے جزوی یعنی ذکر وفکر ومراقبہ سے دوسرے کُلی یعنی محبت قلب میں پیدا کی جائے۔قرآن کریم کے مطابق جنوں وانسانوں کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے

عبادت کا مدعا دیدارِ محمدی۔ عنایتِ محمدی۔ شفاعتِ محمدی کا حصول ہے۔ دیدار محبوب بغیر حُب یا شوق یا عشق کے نہیں ۔

عالمِ ملکوت کو پیدا کیا طاعت کے لیے
عشق کی آتش میں یارو ہائے جل جانے کو ہم

☆ مگر محبت کرنے والے قلب خاص ہوتے ہیں محبت کی نہیں جاتی محبت آپ ہوتی ہے۔ یہ شعلہ خود بھڑک اٹھتا ہے بھڑکایا نہیں جاتا۔ مگر تلقین حق ضروری ہے اشارہ پاکر خوابیدہ دل بیدار ہو جاتا ہے اور دوبارہ عہد بلیٰ کی تائید و تکمیل کے لئے مستعد ہو جاتا ہے۔ جب وفورِ محبت کا غلبہ ہوگا تو اپنی ہستی موہوم وخودی مٹ جاویگی اور اِس دعوئٰ ہستی وخودی مٹ جانے سے اخلاق ذمیمہ اور امراض روحانیہ کا خود ہی خاتمہ ہو جاتا ہے ۔

اپنی خودی کو مٹا کے تو بالکل ہو بے نشاں
جب آپ گم گیا تو خدا ہی خدا رہا

☆ اِسکا نام طریق جذب ہے مولانا رومؒ فرماتے ہیں ۔

ہر کہ جامہ زعشق چاک شد
اُو ز حرص و عیب کلی پاک شد

☆ اس جدوجہد میں جو حالت ہوتی ہے اُسکو درد دل کہتے ہیں ۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

☆ خودی سے توبہ کر کے خود کو پالینا ہی عشق حقیقی ہے جب خود سے گزرا تو حدِ تعین ختم ہو جاتی ہے۔

نہ رہے دھیان کچھ تعین کا
لا تعین بھی ایک تعین ہے

☆ پریم یا پریت قوتِ جاذبہ کو کہتے ہیں اس شکتی سے تمام رچنا جو چھوٹے ذروں یا پرمانوں سے مل کر رچی گئی ہے قائم ہے اور کل جسموں اور صورتوں کا ٹھہراؤ اور کاروائی اسی شکتی سے ہے۔ گویا عشق ایک آگ ہے ماسوا محبوب کے ہر شے کو فنا کر دیتی ہے جو پریم نہ ہووے تو کوئی کسی سے میل نہ کرے۔ ذات باری تعالیٰ کو حضرت محمد ﷺ کا عشق ہوا جن کی خاطر کل کائنات کا ظہور کیا گیا گویا عشق کی ابتدا نمودِ عشق ہے جب عشق حقیقی دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ جہل ہی جہل کا دور دورہ رہ جائے گا تو رحمتِ الٰہی جس کے طفیل سے پریم و محبت کو تقویت حاصل ہے۔ احدیت میں گم ہو جائے گی اور ذاتِ کبریا کی ناراضگی بصورت قہر الٰہی محشر برپا کر دے گی اور یہ سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ دوسرا طریق ضبط ہے۔ جس کے معنی ہیں اختیار یا قابو کے۔ جس شخص کو اپنی طبیعت پر اختیار نہیں ہوتا وہ غصہ کی

حالت میں کیا کچھ برا بھلا کہہ دیتا ہے۔اِسی طرح عاشق جو بدمست ہو جس کی مثال ایک چڑھے ہوئے دریا کی مانند ہوتی ہے جو سمندر کا رُخ کئے بہتا چلا جاتا ہے۔اُسکے لئے برے بھلے سے کچھ سروکار نہیں ہوتا۔اگر کسی کو پانے کی ضرورت ہو تو آنچل بچا کر اپنا مٹکا بھر لے اگر کبھی اس میں پانی کا بہاؤ زیادہ ہو گیا تو اِسکی روک تھام ممکن نہیں۔گاؤں شہر جو سامنے آیا سب غرقاب ہو جاتا ہے۔ایسے لوگ مجذوب کہلاتے ہیں ان سے چھیڑ چھاڑ اچھی نہیں مگر جس شخص کو اپنی طبیعت پر اختیار ہوتا ہے اس کی حرکتیں مرغوب ہوتی ہیں۔اُسکے کام خلق خدا کی بہبودی۔ ضرورت اور وقت کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔غصہ کی جگہ ضبط سے کام لیتا ہے۔ باوجود شرابِ شوق کی سرشاری کے خلقِ محمدی کا ورتار کرتا ہے۔اِسکو سلوک والا یا سالک کہتے ہیں بعض ایسے مجذوب بھی ہوتے ہیں جو با حوش۔بااختیار اور با سلوک ہوتے ہیں۔یہ سالک مجذوب کہلاتے ہیں سالک کے فیضان صحبت سے عالم کو بے حد مفاد حاصل ہوتا ہے اور اِسکا مرتبہ خداوند کریم و برتر کے قریب بھی بہت بڑا ہوتا ہے کیونکہ یہ دو فرض ادا کرتا ہے یعنی سرورِ ابدی کا خود بھی حظ اٹھاتا ہے اور خلقِ خدا سے بھی حسن سلوک کرتا ہے جس سے منشا الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ پوری ہوتی ہے یہ لوگ کسی خاص قوم ،مذہب فرقہ یا ملک سے نسبت نہیں رکھتے۔ کل عالم سے ان کا ایک قسم کا تعلق ہوتا ہے اور وہ دیش وکال کی قید سے آزاد

ہوتے ہیں۔ حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ: بیٹا اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کرو خواہ وہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتے ہوں۔ مگر ہاں مسلمان ہو تو تمہارا الیقین بڑھ جائے گا۔ ارشاد نبوی ﷺ اسطرح ہے

"حُب الفقراء من اخلاق الانبیاء وبغض الفقراء من اخلاق فرعون و سید القوم خادم الفقراء" یعنی فقراء سے دوستی رکھنا انبیاء اور رسولوں کے اخلاق سے ہے اور اُن سے بغض رکھنا فرعون کی خصلتوں سے ہے اور نقرا کا خادم قوم کا سردار ہے۔ اصمعی عرب میں ایک مشہور ادیب گزرا ہے۔ ایک دفعہ اُس کا گزر ایک جنگل لق ودق سے ہوا راستہ میں ایک پتھر کو پڑے دیکھا جس پر لکھا تھا کہ وہ شخص کیا کرے جو کسی کے عشق میں مبتلا ہو اور بے پروا معشوق اُس سے بے رُخی کا برتاؤ کرتا ہو۔ اصمعی رُک گیا۔ پڑھا اور سوچا کہ کسی کے زخم کاری عشق کا لگا ہے جواباً نیچے لکھ دیا کہ صبر سے کام لے۔ اور چلا گیا کچھ عرصہ بعد جب واپس لوٹا تو وہ پتھر وہاں نہ تھا بلکہ ایک اور پتھر اُس کی جگہ رکھا ہوا تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ جس میں صبر کی طاقت نہ ہو وہ کیا کرے۔ اصمعی تذبذب میں پڑ گیا۔ سوچا کے جواب ضرور دینا چاہیے اُس نے جواباً لکھ دیا کہ تقمۂ اجل ہو جائے اور چلا گیا تیسری مرتبہ اصمعی کا گزر ہوا اُسی راستے سے پھر گیا دیکھتا ہے ایک نوجوان خوبصورت اُسی پتھر کے پاس جاں بحق پڑا ہوا ہے یہ انتہائے عشق نہیں بلکہ کسی نے

کہا ہے کہ ۔

یہ کہہ دو کوہ کن سے کہ مرنا نہیں کمال
مر مر کے ہجرِ یار میں جینا کمال ہے

☆ عاشق بحرِ عشق کو عبور کرتے چلا جائے ۔ثابتی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے ۔ انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔ حضرت سلطان العارفین باہوؒ فرماتے ہیں ۔

تاہنگ دیدار جمال سجن دی دل وچ تازہ رکھیں
انشاء اللہ کسے زمانے دیکھ لویں گا اکھیں

☆ حضرت میاں غلام محی الدین قادری صاحب فرماتے ہیں ۔

ش:۔ ثابت ہو راہ عشق دے عاشق قدم جو دھرتا ہے
آخر کار اوہ بے شک یارو دم معشوقی بھردا ہے

☆ عارفانِ اہلِ اسلام پیدائش عالم کی غرض وغایت مسئلہ ''کنت کنزاً'' مخفی یعنی میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ پس دوست رکھا میں نے اس بات کو کہ پہچانا جاؤں۔ مقام احدیت سے ذات باری تعالیٰ نے وحدت میں نزول کیا اور وحدت سے واحدیت میں ۔یا یوں کہو کہ روپ محمد کو دھارا اور معشوق کبریا بن کر ظہور پذیر ہوا جس کا بطون احد ہے ۔تشبیہ وتنزیہہ کا جال پھیلا کر خلق وامر کی رچنا لگا دی ۔ خود اپنے آپ کو سورت فاتحہ میں رب العالیمن بتلاتا ہے۔'' اور جب حبیب ومعشوق کو آیت کریمہ میں **ومارسلناک الا رحمۃ العالیمن** فرماتا ہے۔''

رحمۃ العالیمن اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب رحمت وفیض بہر کائنات وجوداً وعلماً یعنی جسمی اور روحانی ہو۔ اور تمام ارواح واجسام وامثال بتمامہ آپ سے مستفیض ہر آن رہیں۔

☆ اُسی جہت میں یہ حدیث شریف صحیح ہوسکتی ہے ''انا من نور اللّٰہ والخلق کلھم من نوری'' اگر کہا جاوے کہ حبیب خدا تو رحلت فرما گئے اب وہ فیض کیسے جاری ہے۔ یا حضور صرف اپنے عہد میں ہی رحمۃ العالمین تھے اور اب نہیں۔ تو یہ بات لغو معلوم ہوتی ہے کیونکہ قیام عالموں کا اختتام تو ہوا نہیں۔ ایک اور حدیث شریف ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ''قال اللّٰہ تعالیٰ یوذینی ابن آدم لیست الدھر وانا الدھر'' یعنی ابن آدم مجھ کو تکلیف دیتا ہے بسبب بُرا کہنے زمانے کے کیونکہ زمانہ میں ہوں (مشکوٰۃ شریف) جسے زمانہ کہتے ہیں وہ بھی ظہور ذات اقدس کی ایک جہت ہے۔ جس میں ذات اپنے محیط کے اندر جلوہ گر ہے۔ صرف اسموں سے تفاوت ہے۔ ورنہ وہی نور خدا نور محمدی بن کر افشاں در دہر ہے۔ کسی نے کہا ہے ۔

آپے	آپ	نہ	دوجا	کو
پرگھٹ	بھیو	محمدؐ	ہو
ایک	حقیقت	جانو	مسلَم
صلی	اللہ	علیہ	وسلم

☆ اپنی دید کی خاطر کثرت کا جال پھیلایا ہے اور کثرت کے جال سے نکلنے کے واسطے وسیلہ ہادی کامل ٹھہرایا ہے تاکہ تو ہم واشتباہ کا قلع قمع ہو اور تمام عالم دیکھا کرے۔

رام جھرو کے بیٹھ کے سب کا مجرا لیت
جیسی جا کی چاکری ویسے وا کو دیت

☆ جبکہ عرف النفس کا بدل ہے عرفانِ حق ہوش میں آ بہ غور آپ کو پہچان تو۔

نفس

☆ اطبا یونانی کا بیان ہے کہ انسان کے تمام اعضاء کو زندگی کی حرکت میں برقرار رکھنے کے لیے دل بمنزلہ انجن کے ہے جس طرح ریل کے انجن کو رواں دواں رکھنے کے لیے بھاپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو آگ اور پانی کے تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح دل کے انجن کو متحرک رہنے کے لیے خون جو بمنزلہ آگ کے ہے اور نسیم بارد یعنی آکسیجن جو کہ بمنزلہ پانی کے ہے۔ ان دونوں کے امتزاج و تعلق کی ضرورت ہے اور خون اور نسیم بارد کے تعلق سے ایک خاص قسم کی بھاپ دل میں تیار ہوتی ہے جسکا نام طبی اصطلاح میں روح حیوانی ہے اور جس طرح

ریل کا انجن بغیر پانی کے آگ کی گرمی سے پھٹ کر خراب ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح دل کا انجن بغیر نسیم بارد (آکسیجن) کے خون کی گرمی سے جس کی مقدار دل میں زیادہ ہوتی ہے جل کر خراب ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہر وقت نسیم بارد کی کافی مقدار ناک کے نتھنوں ہوا کی نالیوں اور پھیپھڑوں سے گزر کر دل میں پہنچتی ہے اور خون کی بھاپ یعنی روحِ حیوانی بناتی رہتی ہے۔ جس وقت نسیم بارد دل میں پہنچتی ہے تو دل کا دہانہ کھل جاتا ہے اور پھر نسیم بارد خون کی گرمی سے گرم ہو کر واپس آتی ہے۔ اس وقت دل کا دہانہ بند ہو جاتا ہے۔ دل کے کھلنے کی جو حرکت ہوتی ہے اُسے طبی اصطلاح میں حرکتِ انبساطی اور دل کے دہانے کی حرکت بند ہونے کو حرکتِ انقباضی کہتے ہیں مگر اہلِ تصوف کا بیان ہے کہ نفس مبدائی شہوت اور لذتِ حسی ہے۔ یہ ایک لطیف بخار ہے جو جوفِ قلب سے بذریعہ حرارتِ عزیزی پیدا ہوتا ہے اور عروق کی راہ سے بدن کے تمام اعضا واجزا میں جاری ہے بدن کی حس و حرکت اسی سے ہے اور بھوک اور سیری اور حرص و ہوا اور تمام نفسانی صفات اسی سے قائم ہیں روح حیوانی اطبا کے نزدیک یہی ہے۔ روحِ انسانی کا تعلق بدن کے ساتھ اسی نفس کے ذریعہ سے ہے اور لطافت اور کثافت میں دونوں طرف کی مناسبت کی وجہ سے روح اور بدن کے درمیان بطور برزخ کے ہے اور روح کا تعلق نفس کے ساتھ ایسا ہے جیسے مرد کا عورت کے ساتھ۔ ان دونوں کے ملنے سے

ایک لطیفہ پیدا ہوتا ہے جس کو قلب کہتے ہیں۔ وہ اِن دونوں کے درمیان تعلق اور منقلب ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کے احکام کے غلبہ کی وجہ سے اسی کے تابع ہے۔ محسوسات کا مدرک نفس ہے اور معقولات کا مدرک روح ہے اور معقول ومحسوس سے مرکب کا مدرک قلب ہے اور ایسی اشیاء جو نہ معقول نہ محسوس جیسے کہ ذات وصفات الٰہی ان کے ادراک کیلئے جو لطائف ہیں وہ روح وسر وخفی واخفٰی کے نام سے موسوم ہیں ایک جگہ نفس کا مقام زیر ناف ہے اور دوسری جگہ دماغ اِس کی وجہ یہ ہے کہ انسان دس لطائف سے مرکب ہے۔ پانچ عالمِ خلق یعنی عالمِ ملکوت سے ہیں۔ جن کو ہندی میں سوکشم کہتے ہیں اور پانچ عالمِ اَمر یعنی عالمِ جبروت سے ہیں جن کو ہندی میں کارن کہتے ہیں بعض نے عالمِ خلق کے لطیفوں کی جگہ بتلائی ہے اور بعض نے عالمِ اَمر کی۔ دراصل عالمِ خلق کے لطیفہ عالمِ اَمر کے عکس ہیں۔ اُن کا احوال یہ ہے۔

1. **لطیفہ قلب:۔** اِس کے لطیفہ کی جگہ بائیں پہلو میں کسی نے دو انگل اور کسی نے چار انگل زیرِ پستان مانی ہے اِسکا رنگ زرد ہے اور اسکی ولایت حضرت آدم علیہ السلام کے زیرِ قدم ہے جسکو یہ نور حاصل ہوا اُس کو آدمی المشرب کہتے ہیں اس لطیفہ کے جاری ہونے سے سر سے پیر تک بحر اللہ میں غرق ہو جاتا ہے۔
2. **روح:۔** اس کی جگہ دائیں پہلو میں پستان کے نیچے دو انگل مانی جاتی ہے۔

اس کا نور سرخ ہے اس کے جاری ہونے سے غفلت دور ہو جاتی ہے دل پر گرمی اور چشم تر رہتی ہے اس کی ولایت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہے جسکو یہ نور حاصل ہوا اُسے ابراہیمی المشرب کہتے ہیں۔ یہ ولایت کا دوسرا درجہ ہے۔

3. سر:۔ اس کی جگہ سینہ میں بائیں پستان کے اُوپر ہے یہ روح سے زیادہ لطیف ہے اور اسکا نور سفید ہے اسکے جاری ہونے سے انسان کو اپنے ہر ایک عضو سے آگاہی ہو جاتی ہے اور اسم کے ساتھ مسمّیٰ کا شہود ہو جاتا ہے یعنی بھید کھل جاتا ہے اسکی ولایت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہے جسکو یہ حاصل ہوا اُسکو موسوی المشرب کہتے ہیں۔

4. خفی:۔ اس کا مقام دائیں جانب پستان کے اُوپر ہے یہ سر سے زیادہ لطیف ہے اور اِس کا نور سیاہ ہے جب یہ جاری ہوتا ہے تو سر سے پیر تک بحر خدا میں مستغرق ہو جاتا ہے لیکن اپنے وجود کی خبر رہتی ہے اور ایک ایک بال مثل آنکھ کے ہو جاتا ہے۔ ''چشم گردد موئے موئے عارفاں'' اسکی ولایت زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے جسکو یہ نور حاصل ہو اسکو عیسوی المشرب کہتے ہیں۔

5. اخفیٰ:۔ اس کی جگہ سینہ کے درمیان ہے اسکا نور سبز ہے جب یہ جاری ہو جائے تو خدا کا جلال و نور نظر آتا ہے اس میں ہستی فنا ہو جاتی ہے اسکو فنافی الذکور کہتے ہیں۔ اس کی ولایت زیر قدم حضرت محمد ﷺ کے ہے۔ جس کو یہ حاصل

ہو اُس کو محمدی المشرب کہتے ہیں ۔ یہ ولایت پنجگانہ ہے اس کے بعد نور بے رنگی ہے طالب کو چاہیے کہ مرشد کے فرمان کے مطابق عمل کرے ۔ کمر کھول کر نہ بیٹھے جس کے حسن بے مثال نے عشق کی جوت قلوب آدم میں بھری ہے ۔ اُس کا بھی اس کے بغیر گزارہ نہیں ہے یہ ازلی ہے ۔

کون تیری ذات نوں خود نوں مٹا دیکھدا
گر نہ تو اپنا تماشا آپ ہو کے دیکھدا

☆ طالب صادق ہو کر دامن گیر ہونا بھی کچھ کم فخر نہیں ہے ۔

پہلے داتا ہم بھئے جن دان کیجیو سیس
دوجے داتا گور بھئے جن نام کیو بخشیش

☆ گیان سمادھ میں منہمک ہونا ہی کمال کو پہنچا دیتا ہے ۔ میاں غلام احمد قادری صاحب فرماتے ہیں ۔

ش :۔ ثابت کرنا اپنے آپ تائیں ایہی قاعدہ عارفاں سچیاں دا
زہد خشک وچ عمر نوں ضائع کرنا ایہہ پیشہ ہے زاہداں کچیاں دا
جھاتیاں مارنیاں وچہ لطیفیاں دے ایہہ کم ہے سالکاں بچیاں دا
پر گھٹ دیکھنا سارے جہان اندر احمد شیوہ ہے کاملاں اُچیاں دا

☆ جس طرح کلمہ طیبہ افضل ذکر ہے اور باقی کلمے اُسی کی تائید کرتے ہیں اِسی طرح لطیفہ قلب اول ہے اور ضروری ہے۔ جب یک جہتی پیدا ہوگئی تو باقی لطائف اسی یک جہتی سے مطابقت کر کے بطون میں سُرتی سے ملاپ کرتے جاتے ہیں۔ خواہ نظر اِن مقاموں پر ہو یا نہ ہو۔ بطون کی کاروائی نہیں رکتی۔ دستگیری پیر کامل شامل ہو تو یہ سارے مقامات کی سیر کرا دیتی ہے جو سُرتی بیدار ہو جائے تو لطائف دھیان کی بھی کوئی حاجت نہیں رہتی۔ عطائے مرشد ہی کمال باکمال ہے۔ نفس اور لطائف کے مقامات کا نقشہ حسبِ ذیل انسانی خاکوں میں ظاہر کیا گیا ہے:۔

نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے

اخفی مقام دماغ سبز رنگ

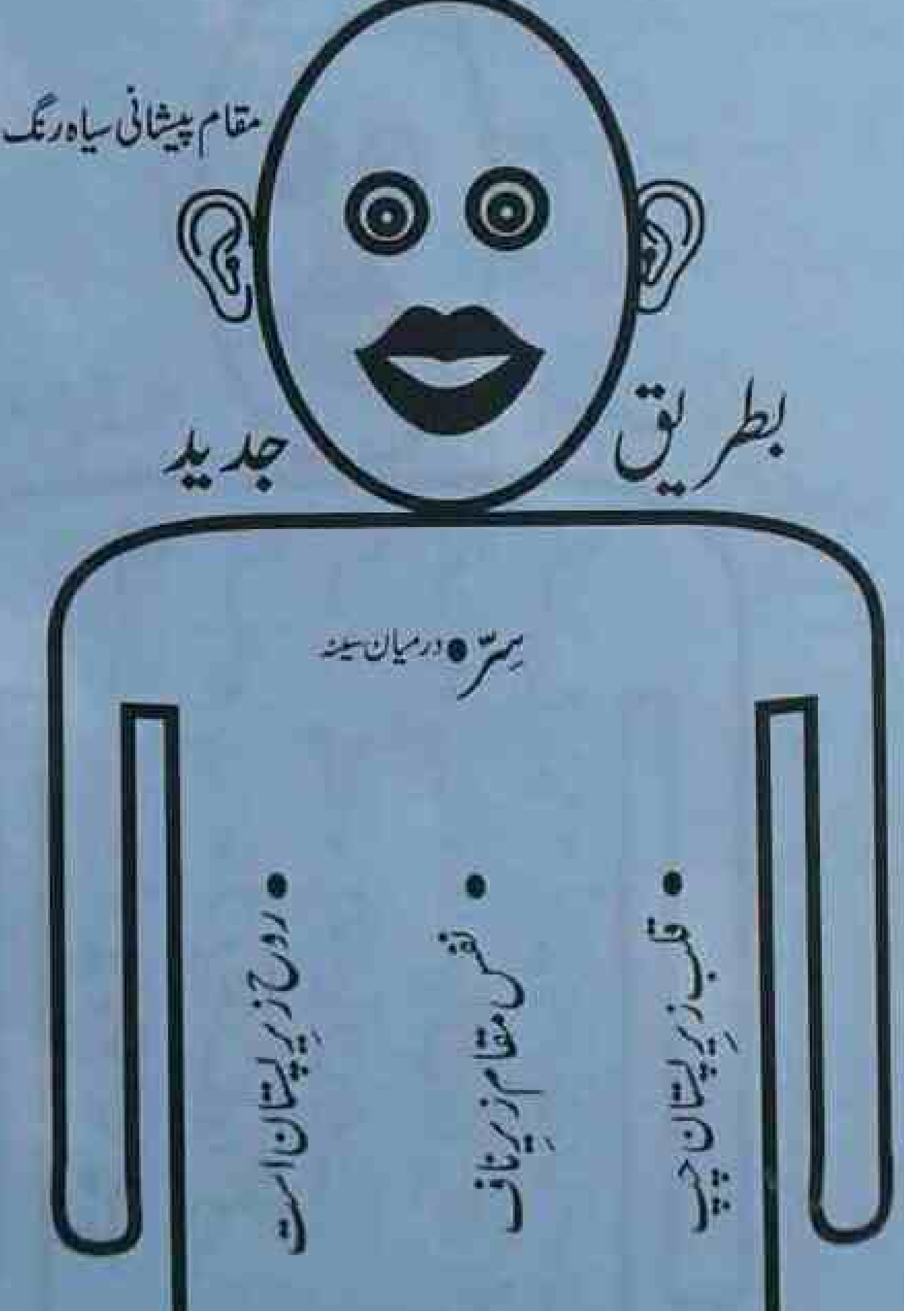

نفس مقام دماغ رنگ نہایت سفید مانند مہتاب

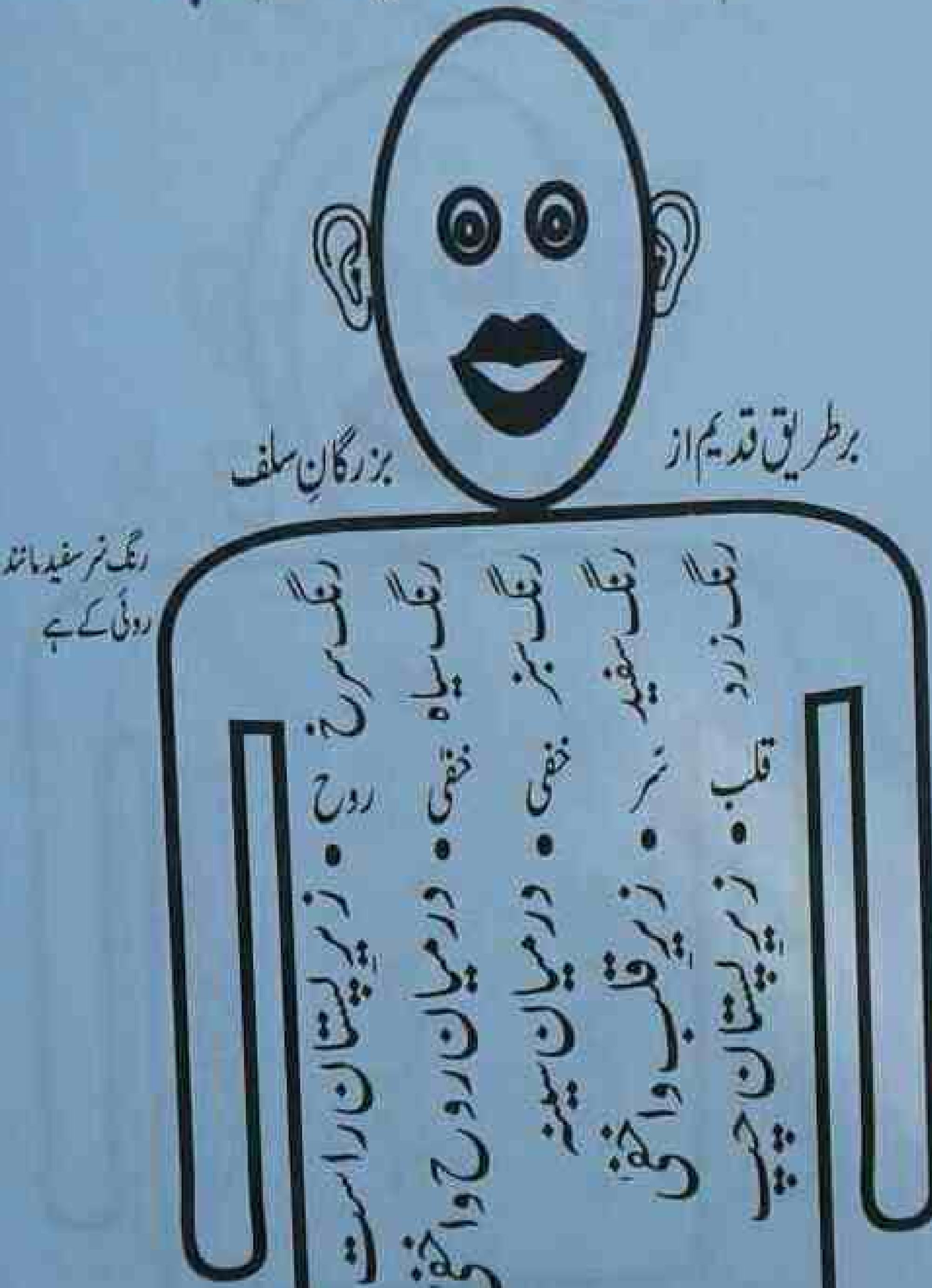

تلقین ہندو دھرم

☆ پورا سادھ یا پرم سنت اپنے چیلوں کو اسطرح تلقین فرماتے ہیں۔ آکاش۔ پون۔ اگنی۔ جل۔ من۔ بدھ۔ سات پرکرتیاں ہیں۔ پرکرتی کے تین گن ہیں ست۔ رج۔ تم۔ ست کی کاروائی کو ساتو کی یا ستوگنی کہتے ہیں۔ رج کی کاروائی کو راجی یا رجوگنی کہتے ہیں اور تم کی کاروائی کو تامسی یا تموگنی کہتے ہیں اور حسبِ ذیل باتوں کی پابندی کی ہدایت کرتے ہیں۔

1. اَبھے:۔ یعنی بے باکی یا کسی قسم کا خوف وہم نہ ہونا۔
2. ستوہم شدی:۔ یعنی پاک باطن انتھ کارن کا بالکل صاف ہونا۔
3. علم کی تحصیل اور عمل۔
4. دان
5. دم یعنی ضبط حواس پانچ گیان اندری و کرم اندری کو وشیوں سے ہٹا کر قابو میں رکھنا۔
6. یگ یعنی تکمیل فرائض
7. تپ یعنی ریاضت قلبی اور جسمانی
8. راست بازی

9. چغلی نہ کھانا

10. ست یعنی حقیقت کی پہچان

11. اکرودھ یعنی تحمل

12. تیاگ یعنی ترک

13. شانتی یعنی اطمینان

14. دیا یعنی رحمدلی

15. قناعت

16. علم ونرمی

17. ھری یا حیا

18. سنجیدگی

19. تیج یعنی حلال

20. استقلال

21. پاک بازی

22. صلح جوئی

☆ مندرجہ بالا باتوں کو ذہن نشین کرا کے یوں عمل کراتے ہیں۔ سدہ آسن یا پدم آسن میں بیٹھ کر ناک کی جڑ یعنی ترکٹی پر نظر رکھے۔ ناف سے دس انگل اوپر دل بند

کنول کی مانند رکھا ہوا ہے۔ اُس میں دو دروازے یا سوراخ ہیں اوپر کا سوراخ یعنی باب فوقانی ہے جو جسم سے ملا ہوا ہے اور نیچے کا سوراخ باب تحتانی ہے جو روح سے ملا ہوا ہے۔ بائیں چھاتی سے چار انگل نیچے کی طرف ہے اس جگہ پر نظر جمائے اور دھیان کرے رفتہ رفتہ دل میں جو برہم کا محل ہے رسائی ہو جاتی ہے اور اُسکے اوپر کا راستہ مل جاتا ہے۔

تلسی ایسی پریت کر جیسے چند چکور
چونچ جھکی گردن گلی چتوے واہی اور

☆ اور گور کے تصور کو خدا کی صفت سمجھے۔

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پسر
نور وحدت صاف آتا ہے نظر

☆ حواسِ خمسہ کو قابو میں کرنے کے درپے رہے کیونکہ سائیں تلسی داس جی نے فرمایا ہے۔

آل، پتنگ، مرگ میں گج جرت ایک ہی آنچ
تلسی وہ کیسے جیئے جس کو لاگیں پانچ

☆ آل یعنی بھونرا گندھ اور خوشبو۔ پتنگ یعنی پروانہ روپ اور روشنی۔ مرگ یعنی راگ اور شبد۔ میں یعنی مچھلی رس اور پانی اور گج یعنی ہاتھی سپرس کی کامنا میں جیتے

رہتے ہیں یعنی ان ہر ایک کو ایک ہی اندری یعنی حس موت کا مزا چکھا دیتی ہے پھر انسان میں جو پانچوں ذائقوں کا رسیا ہے وہ کیسے زندہ رہ سکتا ہے۔ اصل میں ہر انسان میں اندریاں تو پانچ ہیں مگر سب اندریاں پربل نہیں (متحرک نہیں) بلکہ ایک ہی اندری خاص طور پر زیادہ زور رکھتی ہے کسی کی رغبت راگ میں زیادہ ہے کسی کی ہوس شہوت کسی کی کچھ اور کسی کی کچھ ہوتی ہے۔ لگن یعنی میلان طبع موہ مایا جال سے نکال کر حقیقی پریم اور صحبت مرشد کامل کی طرف مائل کرنا باعثِ بہبودی ہے حتیٰ کہ پورا سادھ ہو جائے اور تیاگ کا پابند رہے۔

سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چہار ترک
ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولا ترکِ ترک

☆ تب تو مکت پرش کہلائے گا اور کہیں یہ حالت نہ ہو کہ جیسے کنتھا گھر رہے ویسے رہے بدلیس یعنی تو نامحرم ہی رہ جائے۔ اور یوگ یعنی وصالِ محبوب کی لذت سے خالی رہ کر دوئی کا شکار بنا رہے اور دور پڑا رہے۔

تب لگ جوگی جگت گرو جب لگ رہی نہ آس
جب جگ کی آشا کرے تب ہی جگت کا داس

در عالمِ فقر بے نشانی اولے
در عالمِ عشق بے زبانی اولے

☆ ایشور کے بھرے خزانوں میں کیا کمی ہے۔مہر کی نظر ہو تو بیڑا پار ہے۔

داتا کے گھر لکشمی ہر دم رہے حضور

جیسے گارا راج کو بھر بھر دے مجور

☆ کلام پیر کرم علی شاہ صاحب سی حرفی نمبر دوم باقی ماندہ درج کی جاتی ہے اور اِس کے اصل مفہوم ذکرِ مقامات علوی جیسے بھور گفا اور باقی اسی قسم کی دوسری عبارت پر روشنی ڈالی گئی ہے ہر شعر کا مفہوم جداگانہ نہیں لیا گیا۔

خ:۔ خزانیاں دا تو مالک اندروں لویں جے موتی ٹول

جنگل بیلا مول نہ دیکھیں ایہہ دریا ہے تیرے کول

ست گور پورا بھیت بتاوے تاں ہی تینوں ملے انمول

کرم علی ہس ہس کے پیارے عین الحق ہمیشہ بول

د:۔ دور نہیں اوہ تیرے کولوں گوبند گوبند نت پکار

بن ست گور دے سبق پڑھایاں کدی نہ کھلدے پریم دوار

پنڈت ملاں رل کے دونویں بھاویں لکھ لکھ کرن وچار

کرم علی گور کرپا باجھوں کدی نہ ہوندا بیڑا پار

ذ:۔ ذوق دے نال پیارے ہری نارائین پڑھیا کر

بھور گفا میں لا کے تاری اچپا جاپ توں کریا کر

مکت پراپت جے توں لوڑیں اپنا آپ نہ گنیا کر
کرم علی چڑھ سانس کے بانس پر مول نہ ہرگز ڈریا کر

ر:۔ رنگ تیرے وچ لکھاں توں کیوں رنگ رنگاویں ہور
پانچ کو ماریں پچیس ماریں ایہہ ہیں بھاری وڈے چور
گھر وچ تینوں وڑن نہ دیندے نت اُٹھ پاون آ آشور
کرم علی گرو کرے جو کرپا وچے ٹے توڑ مروڑ

ز:۔ زنگار اتار دلے دے پھر توں لکھ لکھ خوشیاں کر
اپنے بیچ میں کر اشناناں اس جیہا نہ کوئی سر
مہاں اشنان ہیں اسکو کہتے مل مل نہا تو اپنے گھر
کرم علی تاہیوں ہو مکتی مرنے توں آ گیتی مر

س:۔ سمندر ایہہ سنسارا ایس دے کولوں چت اٹھا
تو موتی انمول ہیں پیارے چھڈ انہاں دا لٹا پٹا
سادھ سنت دے ایہہ ہین ویری اہناں کولوں جند چھڑا
کرم علی جے دبتا چھوڑیں پھر کیا باقی رہے خدا

ش:۔ شاستر لکھ پڑھیں توں ست گرو باجھ نہ ہوئے گیان
ساری عمر گنوائی پڑھ پڑھ رہیا بھیا نہ وچ دھیان

اپنے آپ کو صحیح نہ کیتا پھر کس بدھ ہوئے عرفان
کرم علی رت ہونستارا تن کریا دیویں دان

ص:۔ صدا تیں ہی رہنا تینوں مول نہ آوے کال
تو ابناشی تیری رچنا پر تو آکر سرت سنبھال
رجوگن ۔ ستوگن ۔ تموگن تینوں ایہہ بھی تیرا کون جمال
کرم علی کیوں غم تیں کرنا ہرتا کرتا آپ گوپال

ض:۔ ضروری کرکے پیارے اپنے من وچ ایہہ ضرور
عقل دلیلاں کرکے اپنی توں کیوں بیٹھا ہو کے دور
برہما بشن مہیش توں ہیں نہیں خالی تو ہے بھرپور
کرم علی ترلوکی تیری دوئی گوادیں بادستور

ط:۔ طت بت سُرگن نادوے باجے انحد وچوں آون سدا
نابھ کنول سے ہردے میں کریں بھورگفا میں شور بڑا
انحد کا یہاں کاج رچو ہے سانس کوتاں پکڑچڑھا
کرم علی گور کے بلہاری ہت چت لاکے دیا دیکھا

ظ:۔ ظاہر استول میں پیارے رچنا خوب لگائی ہے
چار برن کی جاگہ جاگہ سُرتی خوب ٹکائی ہے

جیسے کو ویسے ہی باتاں کر تحقیق سمجھائی ہے
کرم علی ابھیجی سوخم سے پرگھٹ کر دکھلائی ہے

ع:۔ عین کو دیکھ پیارے دل وچہ ذرا نہ رکھ دوئی
آوانت اوہ بھیتر ماہی اُسدے باجھ نہ ہور کوئی
نیتر کھول کے دیکھ چوفیرے جسنوں ڈھونڈیں ہے سوئی
کرم علی کیا ٹھاکر دوارے مڑھی مسانی ہے سوئی

غ:۔ گوراں کے میں بلہاری اک پل چھن میں کرن نہال
ذات صفات کو مول نہ پچھن بھنگی ہو یا ہوت کلال
اپنے جیسا اک پل چھن میں کرن اوہ اپنی ڈشٹ کے نال
کرم علی لکھ لکھ بلہاری ست گرو جس پر ہووے دیال

ف:۔ فرنگی جیسے پیارے توبھی ریل چلایا کر
نابھ کنول سے انجن لے کر بھورگفا ٹھہرایا کر
پر آتم وچہ کرکے ڈیرا خوب تو مل مل کر نہایا کر
کرم علی پھر ایشور برہما اپنا آپ سدایا کر

ق:۔ قالب دے وچ پیارے جد تینوں اُس پایا ہے
کون ہیں توں کس جاگہ رہندا اُس اپنا قدم ٹکایا ہے

ایہہ سنسار کے سب جیوک ایشور خود ہی آیا ہے
کرم علی نوں ست گرو پورے یہی آن سمجھایا ہے

ک:۔ کمر تو باندھ پیارے کیوں تو ہمت ہاری ہے
ہر دم ساتھ رہے اوہ تیرے وچ نفساں دے جاری ہے
اُس دی ذات مقدس دی ایہہ ساری اُستاکاری ہے
کرم علی اِس بدھنا بدھ سے آپ سر شٹ اساری ہے

ل:۔ لگایا کر اپنا توں اپنی جیوک میں دھیان ذرا
غیر نظر کوئی مول نہ کر توں قائم دائم رہیں کھڑا
اِس جیسی کوئی ہور نہ پوجا ایہہ ہے پیارے جوگ بڑا
کرم علی ہندو اور مسلم اِن دونوں سے جان چھوڑا

م:۔ مطالب جے توں چاہیں حداں کولوں باہر آ
مذہب طریقہ ایہہ ہیں حداں انہاندے ولوں قدم اٹھا
ایک نرنجن جان پیارے دور ہو بھاری دکھ بڑا
کرم علی سب ایک ہی روپی دوجا دے توں بھرم مٹا

ن:۔ نظر کر صاف پیارے پھر توں چار چو فیرے دیکھ
نظر تیری وچ ہے کوئی ہندو یا کوئی تینوں دے شیخ

ہر صورت میں اوہی اوہی اِس اُبھیکھی کا سب بھیکھ
کرم علی کیا دھرم شالہ مسجد اس کا ہر ہر جائی بیخ

و:۔ وڑا اپنے مندر پیارے کیوں تیں کیتی جون خراب
تینوں بھل بھلیکھے مارن دیوے تینوں کون عذاب
جے تینوں کوئی میت پیارے دے انہاں نوں جلد جواب
کرم علی کریاد توں اللہ اِس جیہا نہ ہور ثواب

ہ:۔ ہر دوارے کر تو ڈیرا جے تیں سنت رکھایا نام
دس اندر کو بس میں لاویں اِس جیہا نہ کوئی کام
مست قلندر پھرتوں ہوویں وحدت کا بھر پیویں جام
کرم علی دونوں سے فارغ جیہا کفر جیہا اسلام

لا:۔ لگا کر چت گوراں سے پھر نہ لیویں مکھ نوں موڑ
جو آوے سو سَرتے سہیئے ڈگیئے چرناں تے ہتھ جوڑ
اٹھت بیٹھت سجدہ کریئے میں توں دا پھر رہے نہ شور
کرم علی پھر دیکھ پیارے کیسا بھاری ہووے زور

ء:۔ انجر ست گرو پورے مینوں آن پڑھایا ای
جسنوں گیت کہے جگ سارا پرگھٹ کردکھلایا ای

ڈھائی حرف پریم رس دے اوہناں آن سمجھایا ای
کرم علی دکھاندا پینڈا ست گور آن چھڈایا ای

ی:۔ یار اسانوں سینے لا کے ملیا ہس ہس کر سیئو
خوشی بہشت تے خوف دوزخ دا اُٹھ گیا یکسر سیئو
سنگ پیر حسین دے رلیاں دوئی گئی سب سڑ سیئو
کرم علی رت پئی پکاراں اناالحق میں کھڑی سیئو

☆ انسان کا دل بائیں پہلو میں ناف سے دس انگل اوپر اور پستان سے دو انگل نیچے مانند گل نیلوفر یا کنول کے بند پھول کی طرح رکھا ہے۔ جوتِ عشق کے سوز سے مست و سرشار ہو کر یہ کنول نما دل جو اُلٹا ہے جنبش کھا کر سیدھا ہو کر کھل جاتا ہے۔ اس میں نورِ خدا جلوہ گر ہوتا ہے۔ اِس کو چاروں اطراف سے مانند آہنی حصار کے نفس نے گھیرے رکھا ہے جب تک اِس قلعے کو لا کی ضربوں سے مسمار نہ کیا جائے نورِ وحدت جلوہ گر نہیں ہوتا۔ دل ہی ایک ایسا خزینہ ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ کچھ نہیں لگتا مجھے اس کا پتہ یہ دل دل ہے یا کہ دلربا۔

مولانا روم فرماتے ہیں ۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

☆ صفائیِ دل ہی مہا اشنان ہے۔ نفس کی پہچان یعنی عروف النفس کا بدل عرفانِ حق ہے۔ اس کی ہیت کو بدلنا اس کی موت ہے۔ مظہرِ کمالیت خالق انسان ہے اس میں دو قسم کی خوبیاں رکھی گئی ہیں۔ ایک خلقی۔ دوسری امری۔ اور یہ دونوں کا امیر ہے۔ جلال و جمال دونوں ہاتھوں سے صانع اکبر نے اس کو بنایا ہے اس میں مظہر جلال و جمال یہی نفس ہے۔ یہی نفس جب سرکشی کرتا ہے تو شیطان کا کام کرتا ہے۔ یہی نفس جب قابو میں کرلیا جائے تو مطمعن ہو کر رحمان بن جاتا ہے گویا نفس شیطان ہے اور نفس رحمان ہے۔ اس نے خلقی اوصاف جو اربعہ عناصر سے متعلق ہیں حرس وہواحواس۔ حسرت گمان۔ حسد و بغض۔ خودنمائی وخود پسندی ہیں۔ جنہوں نے اس کو دارالجھول بنا رکھا ہے دوسرے اوصاف اربعہ عناصر کے غلبہ کے تحت جزوی اور غلبہ دور ہونے پر کلی ذاتِ مطلق کی صفات ہوجاتے ہیں یہ اوصاف اسی وجہ سے رحمانی کہلاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں :- علیم وبصیر وسمیع وتوانا۔ حیی وقیوم۔ قدیر مرید اور کلیم وغیرہ جیو کے پہلے اوصاف شیطانی ہیں اور ان کو ہی ہستی موہومہ کہتے ہیں۔ اور دوسرے اوصاف کو ہستی مطلق نفس کے سدھار کے مطابق اس کی چار حالتیں ہیں۔ نفس امارہ۔ ملیمہ۔ لورحہ اور مطمعنہ۔ جب نفس مطمعنہ ہوجائے تو خطرہ شیطان نہیں رہتا اور دل کا کہنا ماننے لگ جاتا ہے۔ جب عشق کسی کے دل میں خیمہ زن ہوتا ہے تو اس میں جو اوصاف ہستی موہومہ سے متعلق ہیں فنا کردیتا

ہے۔کسی نے عاشقوں کی حالت کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔

عاشقاں را شش نشاں است اے پسر
آہ سرد۔ رنگ زرد ۔ وچشم تر
گر کسے پُرسد کہ سہ دیگر کدام
کم خورد۔ وکم گفتن وخفتن حرام
چشمِ تر ضعفِ بدن خشکی لب زردی رنگ
درد دل کی ملی ہے یہ نشانی افسوس

☆ عطائے مرشد کے بغیر مراحل طے ہونے محال ہیں۔گورو کے متعلق کبیر بھگت یوں فرماتے ہیں۔

گورو گورو کہت سنکل سنسارا
گورو سوئی جن تتو بچارا
پرتھم گورو ہیں پتا وماتا
رج وبرج کے سوئی داتا
دوسر گورہ ہے من کی دائی

گرہ داس کی بند چڑھائی
تیسر گورو جو دھریا نا ما
لے لے نام پکارے گاما
چوتھے گورو جن دکشا دینا
جگ دیو ہار رہت سب چینا
پانچویں گرو جن ویشنو کینا
رام نام کو سمرن دینا
چھٹویں گورو جن بھرم گڑھ توڑا
دُبدہا میٹ ایک سے جوڑا
ستویں گوروست شبد لکھایا
جہاں کا تت لے تہاں سمایا
کبیر سات گورو سنسار میں سیوک سب سنسار
ست گورو سوئی جانیے بھوجل اُتارے پار

☆ بعض کہتے ہیں گورو پیر صرف چار ہوتے ہیں ۔اول: والدین جو پالتے ہیں اور نگہبانی کرتے ہیں ۔ دوئم: استاد جو علم زبان دانی سکھاتے ہیں۔سوئم: ماہرفن

جو معاش کیلئے کسی ہنر یا دستکاری کو سکھلاتے ہیں۔ چہارم: مرشد جو راہِ حق کی تلقین کرتے ہیں۔

☆ حضور پُرنور حضرت سیدنا پیر برکت علی شاہ قدس سرہ العزیز کا ارشادِ گرامی ہے کہ جب گوردھارن کرنے کا ارادہ ہو تو تین چیزیں مدِ نظر رکھنی چاہئیں۔

اول: پیر صاحب کا کلام مطابق قرآن مجید کے ہو کیونکہ پیر و مرشد جن کو اہلِ عقیدت ناطق قرآن کہتے ہیں۔ کبھی خلافِ قرآن رمی کے نہیں ہوسکتا۔ دوئم: اُس کا کلام احادیث نبوی سے بھی مطابقت کرتا ہو۔ سوئم: پیر صاحب کا قول فعل مطابق احوال واقوالِ بزرگان سلف کے ہو کیونکہ مثل ہے کہ سو سیانے ایک ہی مت اور مُورخوں کی اپنی اپنی۔ قرآن کریم کے پہلے سپارے الٓمّٓ کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ بلاشک یہ کتاب تمام خدا سے ڈرنے والوں یعنی متقیوں کو راستہ بتلاتی ہے یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ صرف مسلمانوں کی رہبری کرتا ہے باقیوں کی نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن اہلِ جہان کے لیے ہے۔ اس طرح حضرت محمد ﷺ جن سے کل اولیاء اور انبیاء کو فیض ہے جن کو رحمۃ العالمین کا حق حاصل ہے تمام عالم کے لیے ہیں۔ حضرت محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی جن کو محی الدین اور دستگیر بے کساں بھی کہتے ہیں کل جہان کے لئے فیضانِ رحمت ہیں کیونکہ آپ دستگیر بے کساں ہیں اور سردار جملہ اولیاء ہیں یعنی آپ کا قدم مبارک کل اولیا کی

گردن پر ہے تو ثابت ہوگیا کہ ہر ولی یا بزرگ یا مہاتما آپ کے زیر قدم ہیں۔ یہاں مذہب وملت کا سوال نہیں۔مہا پرش یا ولی اللہ مذہب کی قید سے آزاد ہوتے ہیں کفرواسلام اِن کو یکساں معلوم ہوتا ہے۔یہ ہر فرقہ ومذہب کو دستِ بیعت سے مشروف کر سکتے ہیں۔ دیکھو حضور پر نور کے خادم ہندو، سکھ وعیسائی بھی ہیں اگر مذہب کو مقدم رکھیں تو قرآن کا حکم ہے کہ اے ایمان والوتم اِس کی راہ میں وسیلہ پکڑو۔صرف ایمان والے یعنی پابند نماز روزہ یعنی مسلمان ہی مستفیض ہوسکتے ہیں اور باقی محروم رہتے۔صوفیہ اکرام بتمامہ اِس کے قائل ہیں کہ پیران پیر کا قدم مبارک تمام اولیاء کی گردن پر ہے سوال اُٹھتا ہے کہ باقی مذاہب علاوہ اسلام کے جو مہاتما ہیں اُن کے گندھے پر آپ کا قدم مبارک کیسے ہے۔کیا وہ حضور پاک کو صوفیہ اکرام کی مانند سردار جملہ اولیاء وسرتاج مانتے ہیں۔ہم سری بابا نانک صاحب کی مثال پیش کرتے ہیں مسلمان بزرگوں نے حضرت محمد ﷺ کو بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لکھا ہے۔بعض نے حدِ شریعت میں اور مقام ناسوت میں بشر اور معرفت اور مقام لاہوت میں خدائے عظیم مانا ہے جو نامحرم معرفت ہوئے ہیں۔ انہوں نے بشریت کو مانا ہے اور معرفت سے بوجہ لاعلمی انکار کیا ہے مگر سری بابا نانک صاحب نے رسول اکرم ﷺ کو ہر ہر اسم کا مسمّٰے مانا ہے جو خدا کی اہم صفات میں سے ایک ہے۔بچن بابا نانک صاحب ملاحظہ ہو۔

نام لیو جس انچر کا کرو چوگنا تا

دو ملاؤ دس گنے بیسوں دیو اڑا

باقی رہے جو نوگنی دو اور لیو ملا

اس بدھ تھیں نانکا محمد لیو بنا

☆ حروف ابجد کے ذریعہ سے اعداد میں تحویل کرنے اور فارمولا مذکورہ پر عمل کرنے سے 92 عدد اسم مبارک ''محمدؐ'' کے ہوتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ کو ماننے میں عاشقانِ رسول کی صف سے کہاں پیچھے رہے بلکہ زمرہ معتقداں میں شامل ہیں۔

بافیض	یا شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی شیأ للّٰہ	بابرکت

حروفِ ابجد یہ ہیں

نقشہ حروفِ ابجد قمری مفرد اعداد

جمعہ	یک شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنج شنبہ
118	387	367	422	566	303

حروف مفرد	ا	ب	ج	د	ھ	و	ز	ح	ط	ی
اعداد	1	2	3	4	5	6	7	8	9	10
حروف مفرد	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر
اعداد	20	30	40	50	60	70	80	90	100	200
حروف مفرد	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ		
اعداد	300	400	500	600	700	800	900	1000		

☆ جب سری بابا نانک صاحب ہستی حضرت محمد ﷺ کے قائل و معتقد ہوئے تو محبوب سبحانی کے کیسے خلاف اور غیر معتقد ہو سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ انسان کے دل میں خدا کے رازوں میں سے ایک ایسا راز رکھا ہوا ہے جو اور مخلوق میں نہیں

جس کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے جب یہ سرِّ مرشدِ کامل کی نظرِ لطف وکرم سے افشاں ہوتا ہے تو اِس کا سرور تمام برہمانڈ اور پنڈ میں پھیل جاتا ہے جسم انسانی میں چودہ طبقاتِ عالم مندرج ہیں۔ تمام مقاماتِ علوی وسفلی اس میں قدرت کاملہ نے موزوں اور جامع طریق پر رکھے ہیں۔ جب انسان قطب یا غوث کے مراتب کو پہنچتا ہے تو اپنے اندر اپنی سُرتی سے تمام جہانوں کو پالیتا ہے چونکہ خدا کی درگاہ میں غلطی نہیں ہے غلطی صرف حدِ بشریت میں ہے ولی اللہ ہونا حدِ بشریت کو عبور کرنے کو کہتے ہیں جو میدانِ یکتائی میں پہنچا اُس نے خود سے ہاتھ دھوئے۔ اپنے ہونے سے توبہ کی۔ خدا کے ہونے یعنی ہستی واحد ومطلق کو برنگ رواں پایا کوئی غیر نہ دیکھا جو الکھ ابناشی ہے وہی بہ الفاظ دیگر ہُو بقائے دوام ہے۔ جو مہرشی ہے وہی غوث الاعظم ہے۔ دیکھو سلطان العارفین سلطان باہوؒ بیشہءِ یکتائی میں قدم رکھ کر فرماتے ہیں۔

بوقتے سجدہ کردم پیش معبود
کہ منبر مسجد و کعبہ نہ جا بود

نہ بودہ نفس و شیطان کفر و اسلام
نہ بودہ جسم وجاں وروح عظام

نہ بودہ انبیاء اولیاء نہ

نہ ہریک را داہم آنجا نشاں را

سہ نہ بود بودے ماچہ بودم

فنا اللہ بحق وحدت ربودم

☆ اِسی طرح غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ روحی میں فرماتے ہیں۔

علم دا درس کیتا میں نہایت جو تائیں ہو گیا قطباں ولایت

☆ کہ شریعت میں حفظِ مراتب کا ترک کفر والحاد ہے اور معرفت میں اپنے سوا دوسرے کا معیار ہی بربادی ہے۔ایک ہے اور بہر رنگ ٹھیک ہی ٹھیک ہے تو یہ مانگنے کا سوال ہی نہیں رہتا۔ جب دوسرا ہے ہی نہیں تو انکار کس سے کرے۔سب رچنا اُسی کی ہے۔تمام شانیں اور صفتیں اُسی کی ہیں اپنی شانوں اور صفتوں سے کس طرح انکار کرے۔اقرار ہی اقرار ہے۔آمدن برسرِ مطلب مرشد کامل بلا تفریق مذہب وملت اور رنگ کے ہر ایک کو توحید کی ہدایت کرتا ہے اور مطابق قرآن کرتا ہے ناطق قرآن کے بغیر امی قرآن کی صحیح ترجمانی نہیں ہو سکتی۔قرآن

نورِ حیات کا ایک گنجینہ ہے اور مرشد کامل معرفت کے محل کیلئے زینہ ہے بلکہ خود محلِ معرفت مجسم ہے جو مرشد کو اپنے اوپر قادر کرتا ہے قادری کہلاتا ہے اور وارثِ قادر محبوب سبحانی اُس کے واسطے خزینہ رحمت عطا کرتے ہیں۔ بعض قرآن کی تلاوت تو کرتے ہیں مگر مطلب سے بے بہرہ رہتے ہیں تو اُن کو مفاد بھی ایسا ہی ہاتھ آئے گا۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ۔

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیش سگاں اند اختم

☆ دوست اور غیر یعنی نامحرم راز میں کیا فرق ہے۔ حضور پرنور حضرت سیدنا پیر برکت علی شاہؒ صاحب کا ارشاد گرامی ہے کہ محبت کے آنسوؤں سے ایک بوند آنسو کی قیمت اتنی ہے کہ روئے زمین کی تمام دولت کو فراہم کیا جاوے تو بھی ادا نہیں ہوسکتی۔ دنیا کے دوست یا رشتہ دار مطلب کے ساتھی ہوتے ہیں۔ دینی دوست ایک دوسرے کی محبت کے بھوکے ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے پیغام محبوب سنتے ہیں۔ تو گویا یار کو دیکھتے ہیں یار کا نقشہ اُن کی نظروں کے سامنے گزرا ہوا دلکش نقشہ پیش کرتا ہے جو ان کا نصب العین ہوتا ہے۔ عاشق کی قدرومنزلت کو معشوق کے سوا کون جان سکتا ہے سَر کا نذرانہ تو ایک معمولی چیز ہے اگر اس سے بڑھ کر بھی کوئی شے ان کے پاس قابل دلدار کے ہو تو ہرگز ہرگز گریز نہ کرے گا۔ رضائے

یا رہر حال میں اِن کو منظور ہوتی ہے

اذیت مصیبت ملامت بلائیں
بخوشی خاطر دلدار سر پہ اٹھائیں
نہ منہ موڑیں ہرگز کبھی مہ جبیں سے
جلتی ریت پہ چاہے اِن کو لٹائیں
یہ جنت کو جنت نہیں مانتے ہیں
جہاں راز دلبر کو اپنے نہ پائیں

☆ نبی کریم ﷺ کی صحبت سے مستفیض ہونے والے صحابی یا اصحاب کہلاتے ہیں
☆ ایسے ہی ایک پیر کے مرید آپس میں ایک دوسرے کو دوست کہتے ہیں۔ بعض پیر بھائی بھی کہتے ہیں۔ ہندی بھاشا میں اِس کو گرمکھ کہتے ہیں جو مرید ہو کر مرشد کی ہدایت پر عمل کرے وہ مقبول ہو جاتا ہے

جو ہو اے قادری مقبول اپنے پیرومرشد کا
وہی مقبول اللہ کا نبی کی اُس کو منظوری

☆ جو مرشد کی مطابقت نہ کرے یعنی نکتہ چینی کرے وہ گرمکھ نہیں بلکہ من مکھ ہے۔ دوست نہیں دوسرا یا غیر ہے بعض لوگ تو کتابی مرید ہوتے ہیں اکثر عبادت کرکے

چلے وغیرہ کرکے اپنے آپ کو ولی اللہ ظاہر کرتے ہیں حقیقت میں عامل ضرور ہوتے ہیں مگر چونکہ انہوں کسی کو اپنا ہادی یا مرشد یا محبوب نہیں بنایا ہوتا وہ زلف کی زنجیر کی اسیری کے پیچوں سے واقف نہیں ہوتے۔ محبتِ محبوب سے بے خبر ہوتے ہیں جو اپنے محبوب کو نہ جانے وہ مثل نارسا پارسا کے ہوتا ہے خواہ اس سے کرامتیں ہی کیوں نہ ظاہر ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مکت پرشوں کے درجات اور مختصر بیان

☆ یوگی یا صوفی:۔ خارجی علیحدگی دور ہو کر یگانگی باطنی کا احساس ہونا یوگ کہلاتا ہے۔ خودی علیحدگی پر مبنی ہے چونکہ صوفی یگانگی باطنی محسوس کرتا ہے لہٰذا اُس کی خودی دور ہو جاتی ہے اور شرابِ بے خودی سے سرشار رہتا ہے۔

سادھو اوتار یعنی ولی:۔ سادھو سُدھے ہوئے کو کہتے ہیں یعنی دس اندری اور من قابو میں ہوتا ہے وہ حواس دس ہیں جو اہلِ اسلام کے مطابق یہ ہیں۔

1 حواس خمسہ ظاہری:۔ لامہ۔ ذائقہ۔ شامہ۔ سامعہ۔ باصرہ

2 حواس خمسہ باطنی:۔ حسِ مشترک۔ خیال۔ واہمہ۔ حافظہ معر خر

☆ منی یا ابدال :۔ مشیت ایزدی کے مطابق کام کرتا ہے راضی بہ رضائے دلبر ہوتا ہے ۔ برہمن یعنی قطب :۔ جو شخص ولایت کی انتہا کو پہنچا وہ قطب ہوگیا یہ خلقت کے بوجھ کو باخوبی اُٹھا سکتا ہے ۔ قطب کے دو درجے ہیں ۔ قطب ارشاد :۔ قطبِ ارشاد سے مخلوق کو ہر طرح کا نفع ظاہر و باطن بے حساب ہوتا ہے ۔ قطب مدار :۔ وہ ہے جو اپنی مرضی سے نہ ہلے اور بذاتِ خود کامل و اکمل ہو اور کل مخلوقات اپنے کاموں میں اُن سے مدد چاہے ۔ اُن کے بدن میں کسی جگہ ناسور سائیل ہوتا ہے ۔

☆ ''یا غوث الاعظم قطب مدار مجھ عاجز کو بھیک ملے''

☆ غوث یارشی :۔ فریادرس ہوتا ہے ۔ بہت عالی مرتبہ ہے کل حقیقت کی پشت و پناہ ہوتا ہے ۔ غوث الاعظم یا مہرشی :۔ یہ محبوب سبحانی کا مرتبہ ہے ۔ رب العزت نے اپنے محبوب کو یا غوث الاعظم کہہ کر پکارا ہے ۔ قلندر یا مہاتما :۔ مستی و بے خودی کا مقام ہے ۔ خلقت سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں ۔

مست قلندر پھر توں ہوویں وحدت کا بھر پیویں جام
کرم علی دونوں سے فارغ جیہا کفر جیہا اسلام

☆ اور ہر حال میں صاحب حال رہتے ہیں بے غرض بے پرواہ ہوتے ہیں ۔

مقاماتِ علوی و سفلی

☆ ہندو دھرم میں رادھا شوامی مت کا ایسا اپدیش ہے سرت یعنی روح کا اصلی مقام انامی استھان ہے جس کو اکہہ لوک بھی کہتے ہیں اس درجہ تک جس کی رسائی ہو اُس کو پرم ہنس کہتے ہیں ۔ اس مقام سے ایک شبد روپی دھارا اُٹھ کر نیچے اتری اور وہ مقام اگم اور الکہہ سے ہوکر ست لوک میں آئی ۔ یہ استھان مہا پر کا سمان اور نرل یعنی چیتن ہی چیتن ہے اس مقام تک پہنچے ہوئے کو سنت و سنت پرش کہتے ہیں اور اس مقام کو ہوت بھی کہتے ہیں ۔ ان مذکورہ بالا چار مقاموں کو دیال دیش کہتے ہیں ست لوک سے نیچے بھور گفا پھر مہاسن پھر سن یعنی دسواں دوار ہے ۔ اس جگہ روح برہمانڈ اور پنڈ میں پھیلی ۔

☆ اس مقام کو آتم پد یا پار برہم یا ہاہوت کہتے ہیں ۔ اس جگہ تک سرت پانچ تک تین گن اور کارن سوکشم اور استھول شریر سے علیحدہ ہے ۔ پُرش اور پرکرتی کا ظہور اسی جگہ سے ہوا ۔ اس جگہ پر پہنچے ہوئے کو پورا سادھ کہتے ہیں ۔ سن سے نیچے ترکٹی ہے اسکو گگن ۔ برہم ۔ پرتو ۔ اوم ۔ مہاں آکاش ۔ عرش عظیم اور عالم لاہوت کہتے ہیں ۔ اس مقام کے مالک کو برہم ۔ برہمانڈی من اور خدائے عظیم کہتے ہیں ۔

یہاں سے مہا سوکشم ۔تین گن ۔ پانچ تت وید آدک ۔آسمانی کتاب اور کل رچنا کو سوکشم مصالحہ اور نرمل مایا پرگھٹ ہوئی ۔اوم شبد کو ہی مہت کہتے ہیں ۔اس کے پار جانے سے تین لوک کی رچنا کے گھیرے سے نیارا ہوتا ہے ۔اس کے نیچے سہنس دل کنول ہے اسکو جوت نرنجن ۔شبد شکتی ۔ ونج من وغیرہ اور سنت مت میں یہاں ہی سے سادھنا شروع کروائی جاتی ہے ۔اس استھان سے سوکشم تت یعنی شبد۔ اسپرش ۔روپ رس ۔ گندھ اور اس کے پیچھے استھول تت یعنی آکاش وایو ۔ آگنی ۔ جل ۔ پرتھوی اور سوکشم اِندریاں ۔ پران اور پرکرتیاں پرگھٹ ہوئیں ۔اس استھان کا عکس یا سایہ پہلے نقطہ حویدا یعنی تیسرے تل میں جو آنکھوں کے نیچے مدہ میں ہوتا ہے پڑتا ہے اور پھر دونوں آنکھوں میں اس کی دھارا آکر ٹھہرتی ہے اور سہنس دل کنول سے چدآکاش جسکو گیانی برہم کہتے ہیں ۔تمام پنڈ یعنی دیہہ میں اور کل رچنا جو اس مقام سے نیچے پھیلا ہے یہاں تک درجات علوی یعنی آسمانی ہیں ۔اس کے نیچے چھ استھان ہیں جن کو کھٹ چکر کہتے ہیں پنڈ میں اس کے عکس ہیں اور ان کو مقاماتِ سفلی کہتے ہیں ۔پہلا چکر دونوں آنکھوں کے نیچے ہے جہاں سرت یعنی روح کا ٹھہراؤ ہے اور دوسرا چکر مقام کنٹھ یعنی گلے میں ہے اس جگہ سپنے کی رچنا جیو آتما لنگ شریر کی مدد سے پیدا کرتا ہے دس کے پران کا استھان یہی ہے۔ سنکلپ وکلپ اسی جگہ پیدا ہوتے ہیں خوشی ۔ رنج ۔آس ۔یاس ۔خوف ۔بے

خوشی۔ سکھ۔ دکھ وغیرہ کا اثر اس استھان پر ہوتا ہے چوتھا چکر نابھ کنول ہے اور استھول پون کا بھی بھنڈار ہے۔ پانچویں اندری چکر ہے اس استھان سے پیدائش استھول شریر کی ہے۔ چھٹا گدا چکر ہے یہ چکر ناف کی طرف سے پرانوں کو کھینچ کر نیچے کے جسم یعنی ٹانگوں اور پاؤں کو طاقت دیتا ہے۔ آنکھوں کے اوپر ہنس دل کنول کے میدان سے برہمانڈ کی شروعات ہوتی ہے اور دسویں دوار تک ختم ہو جاتی ہیں اور وہی پار برہم کہلاتا ہے۔

☆ مہاسن کے میدان یعنی استھان سے پرے دیال دیش ہے برتیوں اور دھارا کو ول کہتے ہیں یعنی مقامات سفلی کے ولوں کو برتیاں اور علوی مقامات کے ولوں کو دھاریں کہتے ہیں۔ جسم یعنی شریر تین قسم کا ہے استھول سوکشم اوکارن۔ استھول جو دکھائی دیتا ہے یہ سُرت یا جیو آتما کا ظاہری لباس اور اذرار ہے اس کا تعلق صرف جاگرت سے ہے اس کے واسطے دکھ سکھ وغیرہ صرف جاگرت میں پرتیت ہوتے ہیں۔ اسی طرح سوکشم شریر کا تعلق صرف سُوپن استھا سے ہے گویا یہ تین غلاف روح کے اوپر چڑھے ہوئے ہیں یا یوں سمجھنا چاہیئے کہ روح ایک چیتن شکتی بے شمار دہاروں والی ہے۔ وہ دہاریں پہلے خاص نور تھیں درجہ بہ درجہ ملونی ہوتی گئیں۔ جاننا چاہئے کہ سُرت یعنی روح کے برابر سوکشم یا اسکی سی طاقت وفضیلت والی کوئی چیز نہیں۔ تاہم سمجھ میں آنے کے واسطے پانی کی تمثیل دیتے ہیں۔ پانی پہلے نہایت

سوکشم یعنی لطیف بلکہ اروپ یعنی بے رنگ تھا پھر گیس روپ ہوا پھر بادل بنا پھر بارش کے ذریعہ پرتھوی پر آ کر استھول روپ ہو گیا۔ بعض جگہ کیچڑ وغیرہ میں مل کر کثیف ہو گیا اور بعض جگہ سردی کے سبب برف بن کر بالکل بے حس وحرکت اور بے جان سا ہو گیا۔ عموماً برف سے بادل تک مختلف شکلیں بدل کر مختلف حالتیں اختیار کر کے کبھی روپ والا اور کبھی اروپ ہو جاتا ہے لیکن جب گیس یا اس سے زیادہ لطیف ہو جاتا ہے تو نہایت ہی طاقت ور بن کر اونچے دیس میں چلا جاتا ہے اسی طرح روح کا کوئی روپ نہیں۔ مگر ملونی ہوتے ہوتے اِن ملونیوں کا روپ دکھائی دیتا ہے۔ جس طرح زیادہ ملونی ہوتی جاتی ہے کوئی بندر کی کار کرتا ہے تو مثل بندر کے ہے۔ کوئی ریچھ سے حرکات کرتا ہے تو مثل ریچھ کے ہے۔ کوئی انسان بن کر انسانی کام کرتا ہے تو اُس کو من کے شیشے میں صحیح اپنی صورت دکھائی دیتی ہے۔

روح کی طاقت ان ملونیوں میں پوشیدہ وجذب ہوتی جاتی ہے۔ جس وقت روح ان ملونیوں کے خولوں کی پرتیت کو چھوڑ کر شبد میں پریم پوریک جوڑے گی تو اس کی مثل اُس اگنی کے جس کے اوپر سے راکھ ہٹا دی جاتی ہے ایسی طاقت پیدا ہوگی۔ جس کے ذریعہ سے جڑ چیتن کی گانٹھ کھل کر اور برہمانڈ کو پھوڑ کر ست لوک انامی استھان میں پہنچے گی تو مکت پرابت ہوگی۔

☆ آکاش تین قسم پر ہے۔ چد آکاش۔ مہان آکاش اور بدھیا آکاش ہے۔

من ۔ اندری ۔ ودیھ ۔ جملہ سنسارک ۔ پدارتھ و سرگ وغیرہ جڑ ہیں اور روح یعنی سُرت چیتن ہے مقام ترکٹی میں ملونی شروع ہوتی ہے اور اسی مقام تک مایا کا اثر ہے اور اِسی جگہ سے جڑ اور چیتن کی گانٹھ شروع ہوتی اور بندتی ہے اس جگہ سُرت جن مقامات میں ہوکر نیچے اُتری ہے اُن ہی مقامات سے درجہ بہ درجہ ابھیاس کے ذریعے اوپر کی طرف کھینچ لے جانے سے ترکٹی میں جڑ اور چیتن کی گانٹھ کھل جاوے گی یعنی جڑ بدارتھ اُسی جگہ رہ جائیں گے وہاں سے آگے نہیں جاسکتے اگرچہ برہمانڈ کے مقامات نہایت بڑے ہیں اور دور داراز فاصلے پر واقع ہیں تاہم مثل تارے برقی کے اِن کی ڈوریاں ہمارے انتر میں لگی ہوئی ہیں جب سُرت شبہ یوگ ابھیاس کرنے سے روح ہمارے جسم سے سمٹ کر اوپر کے مقامات جسم میں چڑھ جائے گی تو جب اور جس قدر دیر تک چڑھے گی اِن مقامات میں تار لگا ہوا ہے جو دھاریں آتی جاتیں ہیں وہ بطور دوربین کے ہیں جن کے ذریعے سے ہم ان مقامات دور داراز کو دیکھ سکتے ہیں مقاماتِ علوی و سفلی کا نقشہ آگے دکھایا گیا ہے تاکہ باخوبی سمجھ میں آجائے اس سے آگے پرم ہنس اور مہاتماؤں کا قول درج کیا جائے گا۔ جس میں انہوں نے مشاہدہ کرکے مقامات علوی کا ذکر کیا ہے۔

نقشہ مقاماتِ علوی و سفلی

☆ چکروں اور مقامات کی تفصیل یہ ہے:۔

1.	گدا چکر یا مول آدھار	چار دل کا کنول	رہستیوں کا مقام گدا	یہاں گنیش کا باسا ہے
2.	اندری چکر یا سوادھشٹان	چھ دل کا کنول	اندری اور نابھی عالم ناسوت	برہما یعنی قوت کا باسا ہے
3.	نابھی چکر یا منی	دس دل کا کنول	....	وشنو یعنی قوت پرورش کا باسا ہے
4.	ہردے چکر پورک	بارہ دل کا کنول	تینوں مقام ہردے کنول	مہادیو یعنی قوت غذا کا باسا
5.	کنٹھ چکر	سولہ دل کا چکر	کنٹھ کنول اور شیو نیتر شام	درگا یعنی قوت اچھیا وخواہش
6.	شیو نیتر شام	دو دل کا کنول	عالم ملکوت و لعل ہیں	نرت یعنی پرآتما کا باسا شروع میں یہاں نرت کو سمیٹتے ہیں
			مقامات سفلی ختم ہوئے	اس مقام کے ساتھ انتہا کرنی کی دوریں ملی ہیں
7.	سہنس دل کا کنول	ہزاروں دل کا کنول	جبروت	جوت نرنجن کا باسا ہے یہاں دو آوازیں نکلتی ہیں یعنی شبد پرگٹ ہوتا ہے اسکو پاکر نرت اوپر کو چڑھتی ہے

8	ترکٹی	تین دل کا کنول	لاہوت	اوم کا یاسا ہے یہ ترکٹی سنتوں کی ہے
9	سُن یعنی دسواں دوار	ایک دل کا کنول	ہاہوت	پار برہم کا یاسا ہے یہاں مقامات علوی ختم ہوئے
10	مہاسن	میدان	....	چار شبد اور پانچ مقام گپت ہیں
11	بھور گپھا	.....	ہوت الہوت	سوہنگ پرش کا یاسا ہے یہ سوہنگ سانسوں کا نہیں ہے یہ دو استھان ہیں اور بھور گپھا دیال دیش کی حدیں ہیں۔
12	ست لوک	.....	ہوت	ست پرش کا یاسا ہے اور اسکے اوپر تین اور مقام ہیں مگر سنتوں نے اُن کو پرگھٹ کر کے بیان نہیں کیا ہے

☆ مسلم بزرگ حضرت مولانا رومؒ صاحب ہیں اور ہندو مہاتما سائیں تلسی داس جی ہیں دونوں صاحب شہرہ آفاق ہیں جن پر کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں مقاماتِ علوی کے متعلق سائیں تلسی داس جی فرماتے ہیں ۔

تلسی نرکھ دیکھ نج نیناں　　کوئی کوئی سنت پرکھ ہے بنیاں
جو کوئی سنت اگم گت گائے　　چرن ٹیک پنی مہان سونائے
اب جیون کا کروں نبیڑا　　جاسے مٹے بھرم بس بیڑا
جب یہ مکت جیو کی ہوئی　　مکت جاں ست گور پد سوئی
ست گور ست کنج میں باسا　　سُرت لائے جو چڑھے آکاسا
شیام کنج لیلا گھر سوئی　　تل ہی پرمان جاں جن کائی
کہن کہن من کو تہاں لگاوے　　ایک پلک چھوٹن نہیں پاوے
سُرت ٹھہرائے رہی اکاسا　　تل کھڑکی میں نسدن یاسا
گگن دوار درسے اک تارا　　انہد ناد سُنے جھنکارا
انہد سنے گنے نہیں بھائے　　سُرت ٹیک ٹھہر جب جائے
چوئے امرت پئے اگھائے　　پیوت پیوت من چھک جائے

سُرت سادھ سندیہہ ٹھہرائے   تب من تہرتا سُرت پائے
سُرت ٹھہرا دواجن پکڑا   من آپنگ ہوئی مانو جکڑا
چمکے بیچ گگن کے مانہے   جب ہی اُجاس پاس رہی چھائے
جس جس سُرت سرکت دوارا   تس تس بڑھت جائے اجیارا
سویت شیام سرت سیل سمانی   چھر چھر چوئے کوپ سے پانی
من استبراس امین اگھانا   تو پانچ رج بدھی بکھانا
سیاہی سرخ سفیدی ہوئی   زرد جات زنگائی سوئی
تلی تال ترنگ بکھانی   موہن مرلی بجے سوہانی
مرلی ناد سادھ من مودا   بلکہ رس یاد بدھی سب کھودا
کھڑکی تن بہر سرت سمائے   من تن دیکھ رہے ٹک لائے
جب اُجاس گھٹ بھترآوا   تو تیج اور جوت دکھاوا
جیسے مندر دیپک بارا   ایسے جوت ہوت اُو جیارا
جوت اوجاس پھاٹ پن گیو   اندر تیج چند راس بھیو
دیکھے تو سوئے من راہی   بن چندا دیکھے گھٹ ماہیں
چندر اُوجاس تیج بہا بہائے   پھولا چندر چاندنی چھائے

سُرت دیکھ رہی ٹھہرائے — جیوں اوجیاس بڑھت جم جائے

جیوں جیوں سُرت چڑھی پن گیو — سیتا ٹھور ٹھام لکھ لیو

دیکھ سیل برہمنڈ سمائے — تارے انیک اکاس دکھائے

مہی اور گگن دیکھ اُرماہیں — اور انیک بات کو کہلائے

کچھ کچھ دیوس سیل اُس کنیا — اُگا بھان تیج کو چینا

تارا چندر تیج مٹ گیو — جم مدہیان بھان گہت بھیو

جون دوپہر گگن روے چھائی — تیسے اوجاوس بھیا گھٹ ماہیں

تانکے مدہ نرکھ نہارا — گھٹ میں دیکھا اگم پسارا

سات دیپ پرتھوی نوکھنڈا — گگن آکاس سِکل برہمنڈا

اُردندی اُٹھاروں کنڈا — یہ سب دیکھ پڑا برہمنڈا

چاروں کہان جیونج ہوئے — انڈج پنڈج اوبج سوئے

استھا ورچر اُچر دکھائے — یہ سب دیکھا گھٹ کے ماہیں

بہن بہن جیون کر بستارا — چار لاکھ چوراسی دہارا

اور پہاڑ تار بہتیرے — جو برہمنڈ میں جیو بسیرے

کچھیک دیوس سیل اس کنیا — تین لوک بھیتر میں چینا

جو جگ گھٹ گھٹ ماہیں سمانا — گھٹ گھٹ جگ جو ماہیں جہانا

ایسے کٹے دن بیت سرائے — اک دیوس گئے اُدھر ٹھکائے

پردہ دوسر پھوڑ اوڑائی — سُرت سہاگن بھی اگوانی

شبد سندھ میں جائے سرائی — اگم دوار کڑکی کی نیرانی

چڑھ گئی سُرت اگم ٹھکانا — ہی نکھہ نیناں پرکھ پورانا

تاں میں بیٹھ ادھر میں دیکھا — روم روم برہمنڈ کو دیکھا

انڈا انیک انت کچھ ناہیں — پنڈ برہمنڈ دیکھ ہے ناہیں

جہاں ستگور پورن پر باسا — پدم ماہیں ست لوک نورسا

سیت برن دیان سیت ہے سائیں — جہاں سنتن نے سُرت سمائی

ست ہی لوک الوک سہیلا — جنھواں سرت کرے نج کیلا

سرت سنت کرے کوئی پیلا — چوتھا پدست نام دوہیلا

پردہ تیر پھوڑ سمانا — پنڈ برہمنڈ نہیں استھانا

جہاں وہاں اگم اگادہ استھائے — جانگی ست گت سنتن پائے

میں اُون لار لار سرکائے — اُن سنگ ٹہل کرن نت جائے

میں پن چین لین وہ دھاما — برن نہ جائے اگم پور ٹھاما

تبے نامی اور سوامی نامی — تلسی سرت سیل تہی دہامی

جوکہ پوچھے تیے کرلیکھا　　کس کس بھاکوں اگم الیکھا

تیہی کرچین روپ نہ ریکھا　　کس کس بھاکوں میں ادیکھا

تلسی نین سین ہے ہیرا　　سنت بنا نہیں ہوئے نیڑا

نج نیناں دیکھا ہے آنکھیں　　جس جس تلسی کہہ کہہ بھاکیں

پنڈ ماہیں برہمنڈ نائیں　　پار پد نے ہی لکھنا

تلسی داس نوکھنڈ کھلت ہے　　پٹ میں ہی

☆ مقامات علوی کے متعلق مولانا روم فرماتے ہیں ۔

اندریں عرش رفتہ رفتہ دیدم نور　　کشتۂ شیطان وہم و دمبدم صور

ہوش تن رفت روح بالا شد　　جا گرفتہ بجا کہ سابق بد

درد مندنِ عشق بکونی وحید　　میکشم از جے بسوئے فرید

ہر کہ گویم شنو بگوش تمیز　　روح راکش رساں بصورتِ عزیز

درد ماں تو گلشن و مجلس　　سیر کن تیز روز مرشد پرس

چشم در بند مردمک درکش　　بر فلک او کشادہ کن توروش

اندرونش روح چوں روئے نور　　کن تو سیرش نگر بہار وجود

در وجودت عجب تماشائے　　آسمان زیرِ ارض بالا ئے

کج نئے راہ روحم را　　در رسیدم متلعی ہر جا

شمس دیدم برنگ سرخ آنجا — حور ہزاراں نہ ہمسرش زیبا

ملک لاہوت پیش ازاں یابی — سن میگویند اور ہندی

صوت آنجا ندا ہمی دارد — ہمچو کنگری واسا رنگی آید

حوض آب ظلال دیدم پور — میخورند عاملاں در آنجاؤر

چوں گذشتم زعالمِ لاہوت — در رسیدم بہ عالمے ہاہوت

حال آنجا بکہ بگویم باز — روح رفت ہر کہ واندروں آواز

صوت پوشیدہ ہست تر باریک — ساخت رابش بقدرتے باریک

مرشد ہمراہ شد وآں میدان — صوتِ انا ہو سنید وید گرفت

حوت الحوت عالمِ عجائب یافت — روح را اندروں دریچہ تاخت

پس برفت ورسیدم عالمِ ہوت — یافت آبحیات دم دم قوت

پیش ازاں ہرچہ ہست ہستی است — لب من شد خموش باہم بست

جز فقیرے کے نہ یافت مقام — ملک انامی آں را گویند نام

☆☆☆☆☆☆☆

☆ بزرگانِ سلف نے مختلف طریق پر اپنے مریدوں کو ہدایات فرمائیں۔ دوطریق لکھے جاتے ہیں پھر طریق حضور پرنور مختصر طور پر لکھا جائے گا۔ راہ سلوک میں

مندرجہ ذیل گیارہ باتیں مدِ نظر رکھنی چاہیں۔

1. ہوش دردم :۔ یعنی دم ہر دم بیدار رہنا۔ اِس سے یہ مطلب ہے کہ سرتی کو جو غفلت کی آغوش میں سوئی ہوئی ہے. بیدار کیا جائے جب سرتی بیدار ہو جاتی ہے تو سرت سہاگن کہلاتی ہے۔

2. نظر برقدم :۔ یعنی قدم کی پشت پر نظر رکھے۔ آنکھ ایک ایسی چالاک حس ہے جو نزدیک اور دور ایک آن میں جا پڑتی ہے۔ باقی حصوں کو مَس کرنے سے ادراک پیدا ہوتا ہے بعض بزرگوں کو دیکھا ہے کہ ظاہری بینائی کو سرخ مرچ وغیرہ ڈال کر کمزور وکور بنا لیتے ہیں کہ نہ دیکھیں نہ ان کی بابت نیک وبد کا خیال دل میں پیدا ہو۔ مگر یہ انسانیت سوز حرکت ہے بعض حجروں میں بند رہتے ہیں اور بہت کم میل جول خلقت سے روا رکھتے ہیں۔

3. سفر در وطن :۔ ہستی سے سفر کرنا سفر ہے وطن کے بیچ۔

4. خلوت در انجمن :۔ یعنی وہم غیر کا دور کرنا جبکہ رفع محض غلط وہم غیر کا خلوت ہے عارفوں کیلئے انجمن کے بیچ ۔

از دروں شو آشنا و از بروں بے گانہ باش
ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں
کچھ جلوت و خلوت پہ نہیں وصل حبیب
ایک خاص وقت ہوا کرتا ہے یکتائی کا

5. یاد کرنا:۔ ذکرِ محبوب کرنا ساتھ توجہ کے۔قلب حضوری سے ذکر کرنا۔

6. بازگشت:۔ خلوص اختیار کرنا خدا کی طرف ۔راغب ہونا کہ صرف تو ہی میرا مقصود و موجود و اعلیٰ ہے۔طالب مولا بننا۔

اسم گر خوانی مسمّیٰ را بجو

بے مسمّیٰ اسم کے باشد نکو

7. نگہداشت:۔ خطرات نفسانی سے بچنا۔وسوسوں کا قلع قمع کرنا۔خطرات چار قسم کے ہیں۔اول خطرہ شیطانی جو رغبت ،معصیت کے واسطے ہوتا ہے۔دوئم خطرہ نفسانی جو مطالب شہوانی کے تحت ہوتا ہے۔سوئم خطرہ ملکانی الہام کو کہتے ہیں یعنی اپنی گزر کو نامحرم لوگوں میں بطور بڑائی یا کبر کے کہنا اور محرم دوستوں سے اس غرض کیلئے کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ بڑا پہنچا ہوا ہے۔کشف وکرامات کا اظہار کرنا۔

کرامت اضطراری سے سوا شہرت کے کیا حاصل

نہ کچھ ہوتا ہے شہرت سے میسر غیر مغروری

☆ باخود رہنا ہی غیریت ہے اور یہی کفر وشرک ۔اس کو دور کرنے کیلئے تمام جتن ہیں۔کیونکہ۔

کرم علی جن غیر اڑایا جوگ اُسی کا سارا ہے

چہارم خطرہ رحمانی ۔غفلت سے نکلنا اور طاعت کی طرف راغب ہونا اول دو

خطرات کا موقوف ہونا فنائی قلب ہے۔

8. یادداشت:۔ یعنی بذریعہ الفاظ وتخیلات ایسی خالص توجہ ذاتِ اقدس کی طرف باطن میں لگانا کہ بوجہ ذوقِ دوام آگاہی حاصل ہوجائے۔

ہستی نیست کرتے ہیں عزیز
ماسوا حق کے نہیں رکھتے تمیز

9. وقوفِ زمانی یعنی محاسبہ نفس یعنی جو کچھ وقوف اور حضور کے ساتھ کیے

10. وقوفِ عددی۔

نہ تو ہیں درمیاں نہ عالم ہے
ہستی واحد ہے جا بجا بابا
اپنی کر کے نفی پھر غور سے دیکھ
پیچھے پھر باقی کیا رہا بابا

11. وقوفِ قلبی:۔ یعنی تصدیق بالقلب ہو۔

سب سے آزاد ان کا ہو غلام جب ملے دین کا مزہ تجھکو تمام
با عاشقاں نشیں وہمہ عاشقی گزیں
باہر کہ نیست عاشق با اوشو قریں
ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا

او نشیند در حضور اولیاء

جب تلک انکا نہ ہوئے خاکپائے

رازِ حق ہر گز نہ ہوے تجھ پر واء

در حضوری دوست ہر جانب نظر کردن خطا است

یک زماں جانشیں اے دل کرجاناں حاضر است

مکتب عشق کے اُلٹے چالے

جس نے سبق یاد کیا چھٹی نہ ملی

☆ طریق دوئم:۔ راہِ سلوک میں مندرجہ ذیل باتیں یاد رکھنی چاہیں:۔

1. دوام الوضو 2. دوام الخلوت 3. دوام الصوم 4. دوام الربطہ القلب باشیخ 5. ترک الاعتراض

6. علی اللہ وعلی الشیخ 7. دوام الرضا بقضا واللہ تعالیٰ۔

☆ طریق سوئم:۔ بمطابق ہدایات حضور پر نور کے ۔شناخت:۔ شناخت محبوب اول پھر گیان یعنی سوجھت پھر دھیان۔ **"من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ومن عرف نفسہ باالفناء فقد عرف ربہ البقاء"**

یعنی جس نے اپنے نفس کی حقیقت جانی اُس نے اپنے رب کو پہنچانا۔جس اپنے نفس کو پہچانا فنا کے ساتھ یقیناً اُس نے اپنے رب کو پہچانا بقا کے ساتھ۔

☆ ''من عرف ربه فقد طال لسانه'' جسے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اُس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ کلام فاضلی صاحب ؎

ج:۔ جان جہان دی علم ایہہ ہے جگ علم دا سارا وجود دِسدا
وچہ کون و مکان دے پیر کامل ہے نشان قدوس الوجود دِسدا
کائنات دے وچ اسما وہی فرق یہی وچہ عبد معبود دِسدا
دسیا سخی شہباز خاں علم اوہو مرشد فاضلی صاحب الوجود دِسدا

کلام قادری صاحب ؎

ز:۔ زہد اور ریاضت پیارے ہر دم ہے تیرا مقصود
عابد اور معبود نہ جانے تینوں کیا حاصل ہو سود
نکتہ نادر سمجھ پیارے خود عابد خود معبود
قادری مرشد سچے باجھوں ممکن نہیں کچھ بہبود

☆ مرشد سے مذکورہ بالا کو سمجھ کر اپنے محبوب کی چال ڈھال۔ طرز گفتگو۔ نقشہ چہرہ مبارک یعنی حلیہ مبارک ایسا ذہن نشین ہو کہ اگر لاکھوں میں بھی چھپے پہلی نظر میں پہچان جائے اور اُس کو دیکھ کر نظر ادھر اُدھر نہ پھڑ کے۔

گیان:۔ گیان یعنی سوجھت حاصل کرے۔ طریق مراقبہ نفی اثبات سیکھے۔ اپنی ہستی سے ہاتھ دھوئے یہی وضو طریقت ہے۔ غائیت اللہ کو جاننا حقیقت اور تو ہی

تو ہی کرتے کرتے اُس کے بحر میں گم ہو جانا معرفت ہے۔

مردانِ خدا خدا نباشد

لیکن زخدا جدا نہ باشد

خویش را حق دان

وحق بین حق شوی

☆ پاس انفاس بامعنی کرے اور اپنے دم سے آشنا ہو۔

دھیان:۔ متوجہ قلب ہو کر دل کو یکسو کر کے استغراق پیدا کرے۔ جب تک دل حاضر نہ ہو یعنی قلب حضور نہ ہو بندگی ظاہری سے شرمندگی ہوتی ہے اور یہ حدیث شریف ہے کہ نہیں ہوتی ''نماز مومن کی بغیر حضوری قلب کے'' نیت میں اخلاص کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ ''**انما الاعمال بالنیات**'' عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

''**حافظوا علی الصلوات والصلواۃ الوسطی**'' پابندی کرو نماز کی خصوصاً درمیانی نماز کی۔ اس حدیث شریف کا مطلب بھی ذہن نشین کرے اور مرشد سے سوجھت لے۔ ''**ان فی جسد آدم مضغۃ فی فواد وفواد فی قلب فی الروح فی سر وسر فی خفی و الخفی فی انا**'' یعنی انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جو فواد میں ہے فواد قلب میں

ہے اور قلب روح میں روح سر میں اور سر میں خفی اور خفی انا میں ۔کبھی خفی انا میں چلی جاتی ہے ۔کبھی انا خفی میں ۔انا سے یہاں مراد انا مطلق ہے المختصر سوجھت کے بعد دھیان کی لذت ہے ۔دھیان بے خودی کیلئے ہے کیونکہ یہ امر مسلم ہے ۔

بے خود ہوویں حق کو پاویں اس گل دا میں تیرا ضامن

☆ عطائے مرشدِ کامل:۔ شناخت گیان دھیان کے ساتھ ۔عطائے مرشد کامل تمام کاروائی کو کارگر بنانے والی ہے ۔اس کو گور کرپا کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

نفی اثبات

☆ نفی بمعنی عدم اور اثبات بمعنی موجود کے ہیں ۔فرض کرو کوئی شخص کہتا ہے کہ سچ بولو۔تو وہ تائید کرتا ہے کہ جھوٹ نہ بولو یعنی جھوٹ کی خبر دیتا ہے اس طرح وہ سچ کا اثبات اور جھوٹ کی نفی کرتا ہے ۔بصورت دیگر اگر وہ کہے جھوٹ سے بچو تو وہ باالفاظ دیگر کہتا ہے کہ سچ بولو اس میں جھوٹ کا اثبات اور سچ کی نفی ہے ۔یا یوں کہو کہ ایک کی نفی دوسرے کا اثبات ہے ۔ایک کی اثبات دوسرے کی نفی ہے ۔ہر بات کے دو پہلو ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کو ظاہر کرتے ہیں ۔فنا بقا کا پتہ دیتی

ہے ۔رات دن کا پیغام سناتی ہے ۔اندھیرا روشنی کی خبر دیتا ہے ۔حقیقت میں اصلیت کو واضح وذہن نشین کرنے کے واسطے یہ سمجھاؤ ہے ۔محض وہم غیریت کو دور کرنا ہے جس کا کوئی وجود نہیں ۔غیر باطل ہے جس کا مسمّٰی ازلی معدوم ہے ۔فقط ایک ہستی واحد ومطلق ہے جس کا ثبوت کامل سورۃ اخلاص ہے ۔تمام اشیا بنفس خود ہالک اور بوجہ ذاتِ باری تعالیٰ موجود ہیں ۔

نفی کر اپنی اور عالم کی پیارے
پھر دیکھ باقی کیا رہا بابا

☆ نفی اثبات سلوک کا فائدہ دیتا ہے ۔لب کو لب پر رکھ کر منہ کو بند کرے اور زبان کو تالو سے لگائے ۔اور دم کو روکے مگر اِسقدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے اور دل کو غیر سے پاک کرے اور قلب کی طرف متوجہ ہو ذکر میں اس طرح مشغول ہو کہ کلمہ لا اِلا کو ناف سے متصل دائیں طرف کھینچے اور دائیں موہڈے کو حرکت دے کر بائیں تک پہنچائے اور کلمہ کی ضرب دل پر اس طرح زور سے لگائے کہ اس کی گرمی تمام اعضاء میں پہنچے اور محمد رسول اللہ کو بائیں جانب سے دائیں جانب کو لے جائے ۔بوقت نفی خیال کرے کہ کوئی موجود نہیں اور تمام عالم اور اپنے آپ سے ہاتھ اٹھائے اور بوقتِ اثبات یہ یقین کرے کہ صرف اللہ کی ذات پاک موجود اور حق ہے اور محمد رسول اللہ کو تسبیح کے آخر میں ادا کرے ۔دوران تسبیح اس کا خیال

درونِ دل رہے۔ بزرگانِ خاندان نقشبند مجددا اثبات ہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جذبہ کیلئے مفید ہے کیونکہ اِس خاندان میں جذبہ کو مقدم جانتے ہیں اِسکو ذکر خفی اور ذکر اسم ذات بھی کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مراقبہ سے کیا مراد ہے

☆ مراقبہ سے مراد دل کی حفاظت یا نگہبانی ہے۔خیال غیر سے دل کو پاک کرے۔دل کو بیت اللہ جانے ،یعنی خدا کو دل کی باتوں اور باطن کے احوال کا عالم جانے اور سب بندوں کے عمل اور ہر ایک شے پر اس کو رقیب اور محیط جانے تاکہ ظاہر و باطن میں کوئی حرکت نازیبا سرزد نہ ہو۔حتیٰ کہ کیفیت بے خودی طاری ہوجائے۔اُس وقت اعضاء ظاہری کی طرف بھی التفات نہیں رہتا اور وجود بے حس سا ہوجاتا ہے یہاں تک کہ آنکھ کھولنے پر بھی کسی کو نہیں دیکھتا ہے۔اُس وقت صورتِ پیشوا نمایاں ہوکر متجلا بر قلب ہوتی ہے۔یہ مراقبہ نیستی کی سرحد اور مقام حیرت ہے۔اس کو فنا و فنا بھی کہتے ہیں۔اگر ثابت قدم رہے تو پھر بقا ہی بقا ہوتی ہے۔

جب غیر کچھ نہ دیکھیں آنکھیں یہی ہے رویت
کر صاف غیر سے دل اسکو کہیں صفائی

فرق و جمع سے کیا مراد ہے؟

میاں غلام احمد کا کلام کافی ہے۔

فرق مشاہدہ خلق دا ہے بناں حق دے خلق نوں جاننا جی
بناں خلق دے حق نوں دیکھ لینا ایہی مرتبہ جمع سیاننا جی
خلق حق دے ساتھ قائم دیسے جمع الجمع دا مرتبہ جاننا جی
احمد خلق نوں حق دا عین دیکھو حق خلق دا عین پچھاننا جی

☆ دم جبس:۔ یہ طریقہ ہندو سادھوؤں کا ہے اس میں سانس کو ناف کے نیچے کھینچ کر رفتہ رفتہ ابھیاس سے مقام سن یعنی دسویں دوار پر ٹھہرایا جاتا ہے اور سرت یکسوئی پکڑتی ہے۔

☆ صلواۃ معلوس:۔ سر کے بل کسی پیڑ یا دیوار کے سہارے کھڑے ہوتے ہیں۔قاعدہ ہے کہ خون نیچے کو اترنا شروع ہوجاتا ہے اور سر بھاری ہوجاتا ہے۔ غنودگی کا عالم طاری ہوجاتا ہے۔سرتی جمانے میں ممد ہوتا ہے مگر فضول ہے اور خلاف طریقت ہے۔سب سے مرغوب طریق پاس انفاس ہے۔جسے اجپا جاپ بھی کہتے ہیں اور نفی اثبات ہیں اصل مقصد عشق حقیقی کو اپنے اوپر وارد کرنا ہے۔

اس لئے طالب کو چاہیے کہ پیر قادری صاحب کے اِس فرمان کے مطابق کرے۔حضور پرنور نے قادری صاحب کے کلام کو بہت سراہا ہے۔

ذ:۔ ذکر ہر ویلے کرنا غافل مول نہ ہونا جی
جاگدیاں بہٹیاں اٹھیاں کرنا وچہ ذکر دے سونا جی
حاضر ناظر جان اللہ کو اپنے آپ کو کھونا جی
قادری ایہہ گل جس نے سمجھی ہویا مس توں سونا جی

☆ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صبح صادق جو وظیفہ کیا جاتا ہے لاپرواہ ہوکر ترک کردیا جائے ۔وہ طریق پیشوائی ہے بلکہ بلا ناغہ کرنا چاہئے۔یہی شغلِ اکبر ومقدم ہے۔جب یہ ہردے میں بس جائے تو یہی شغل اندراج کہلاتا ہے۔دل اندیشوں سے پاک ہوکر صورت لطیف اختیار کرتا ہے۔تنزیہہ تشبیہ سے مطابقت کرتی ہے۔ باطن کا عکس متجلا ہوکر چہرے پر نمایاں ہوتا ہے۔شنید دید کی جگہ لیتی ہے اور دید بود کی خواہاں ہوتی ہے۔

گفت و شنید نہ بن وارد وجود ہو جا
ہستی عدم عدم کر پہلا وجود ہو جا

☆ عارفوں کے نزدیک یقین کے تین درجے مانے گئے ہیں ۔

شنید اوّل دید ثانی بود آخر اے پیارے

یقین کے تین یہ درجے بہ نزدیک عارفِ صادق یا یوں کہو صدق الیقین عین الیقین حق الیقین دیکھا دیکھی سادھے یوگ چھیجے کایا باڑے روگ۔

☆ کیونکہ فقر شیوہ مردوں کا ہے کسی نے کہا ہے۔

ع:۔ عشق کا بیڑا نیارا
وہاں دوجے کا نہیں گزارا
سیس کاٹ کے ہاتھ جو دھرے
تب وہ درشن پیا کا کرے
گلی سانکری بہت ہے
اور بیری ہے سب گاؤں
ٹھوکر بہت بچائے
سنبھل کے دھریو پاؤں
جب لگ تن ناہیں جرت اور من ناہیں مرجھات
تب لگ صورت موہنی دلبر کہاں دکھات

☆ زبانی کلامی دعوے ا فقر سود مند نہیں ہوتا بلکہ مکروفریب ہے۔ زبانی کلمہ لقلقہ

ہے کیونکہ زبان قال کی مالک ہے اور عنصر ناسوتی ہے۔ عیب و ہنر کی ترجمان ہے۔ مگر قلب کی اہمیت اس سے زیادہ ہے اور افضل ہے۔ اس لیے جو بات تصدیق بالقلب ہو وہ باوثوق ہوگی کیونکہ قلب سے افضل روح ہے اس لئے ذکر قلبی بھی وسوسہ کی مثل ہوا۔ جب سِرت یعنی روح نے حقیقت کو پہچانا تو قلب بھی اطمینان کا مالک ہو جاتا ہے کیونکہ احوالِ حقیقت ذاتِ کبریا ہے اس لئے روح ترجمان مشاہدہ روحی ہے معرفت ذات واحد و یکتا کا سِر ہے اور سرِی معائینہ سیر واصلان لاہوت ہے۔ کلمہ طیبہ جو افضل الذکر ہے۔ زیادہ سودمند اُسی وقت ہوگا جب اُسکی حقیقت کو جانا جائے۔ کلام قادری صاحب ملاحظہ ہو۔

ک:۔ کلمہ ہے نعمتِ عظمیٰ فکر سے اسکو ہر دم پڑھ
معنی اس کے پیر اپنے سے شرط ہے پیارے ثابت کر
نفی کر اپنی اور عالم کی پیارے ہوبے خوف وخطر
قادری ایک حقیقت جانو ظاہر اندر مظہر

☆ طالب کو لازم ہے کہ توحید کو خود پر وارد کرنا سیکھے۔ حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں۔

ہر چہ بینی بد ازاں من بد ترم
در غریبی بد ترین حق یافتم

☆ یعنی تو جو بری چیز دیکھتا ہے سواُن سب سے برا میں ہوں اس بدترین غریبی میں ہوں۔ میں نے حق کو پالیا ہے اپنے آپ کو ہیچ جان اور محو فنا و بے خودی جو شرط طریق صوفیہ اکرام ہے حاصل کر۔ حاصل کلام ہے:۔

ح:۔ حیران نہ ہو تو پیارے دامن مرشد کامل پھڑ
جو فرمائے مرشد تینوں ہمت کر کے اوہو کر
دل وچہ تیرے ذرا نہ گزرے کچھ اندیشہ خیروشر
قادری پھر کیا عذر ہے باقی جب دے دتا اپنا سر

☆ بیان یوگ یعنی فقر ختم ہوا۔ اب قُرب حضورِ اولیاء کے حصول کے قرینے سنو۔ پہلا قرینہ آداب بزرگان ہے ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ بے ادب سے کلام کرنا فضول ہے۔ ان کو فیض نصیب نہیں ہوتا جبکہ کہا گیا ہے ۔

بے اداباں مقصود نہ حاصل درگا ہے نہ ڈھوئی
تے منزل مقصود نہ پہنچا باجھ ادب یقیں کوئی

☆ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب ۔ دل میں کھوٹ رکھ کر صوفیہ اکرام سے کلام نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مردانِ حق بھی عوام الناس کے اندر رہتے ہیں ۔ ہر جنگل کو شیر سے خالی نہ تصور کرنا چاہیے ۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست
شاید کہ پلنگ خفیہ باشد

☆ ہم روزمرہ اپنے دنیاوی مطالب کے لیے اہل کاروں سے ملتے رہتے ہیں تو کتنی نرمی اور باادب طریقے سے اظہارِ مطالب کرتے ہیں کہ افسرِ وقت کو ناگوار بھی نہ گزرے اور ہماری مراد بھی برآجائے یا اگر جوابِ نفی میں بھی ملے تو دل شکن نہ ملے جب دنیاداروں کا یہ دستور مستعمل دردہر ہے تو بزرگانِ دین جو زمرۂ پاکاں ہے اور دنیا کو مردار جانتے ہیں اور اپنی بے پرواہی کے باعث کسی سے التفات نہیں رکھتے۔ سے کیسے بغیر ادب کے مستفیض ہوسکتے ہیں ایک افسرِ اعلی کی غلطی، غلطی نہیں سمجھی جاتی۔ تو بزرگوں پر نکتہ چینی ہرگز سودمند ثابت نہ ہوگی۔

نہ در ہر سخن بحث کردن رو است

خطا در بزرگان گرفتن خطا است

دوئم:۔ ادب کے بعد دوسرا قرینہ صحبتِ بزرگان ہے جس کو ہندی میں ست سنگت کہتے ہیں۔ طالب کے لیے ضروری ہے کیونکہ صحبتِ صالح، صالح کند۔ انسان اپنے افعال میں کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کسی کامل ہستی سے واسطہ پڑجائے تو ضرور حالتِ زبوں میں تبدیلی واقع ہوگی۔ ذوق نے کہا ہے

صحبتِ حسین ذوق وہ شے ہے کہ حُر

تھا قومِ اشقیا سے سعیدوں سے مل گیا

☆ بلکہ صحبت افضل ترین قرینوں میں داخل ہے۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

☆ کبیر بھگت فرماتے ہیں۔

کبیرا سنگت سادھ کی کوٹ کٹن اپر آدھ

آدھی سے بھی آدھی گھڑی آدھی کا بھی آدھ

☆ فقر پریم سے پل کر جوان ہوتا ہے۔

یہ تو گھر ہے پریم کا خالہ کا گھر ناہیں

سیس اُتارے بھوں دھرے جب بیٹھے گھر ماہیں

سوئم:۔ قرینہ عجز و نیاز ہے اِس کے بغیر حصولِ فقر نصیب نہیں ہوتا۔ کبر اور بڑائی فقط ایک ذات مطلق کے شایانِ شان واجب ہے۔ اولیاء اللہ کبر سے گریز کرتے ہیں۔ جو عجز و انکساری کا تحفہ اِن کو پیش کرتا ہے۔ بسر و چشم منظور کرتے ہیں۔ خداوند کریم کے بھرے خزانوں میں سب کچھ ہے مگر عجز نہیں۔ لہذا قبولیت کا باعث ہی عجز ہے۔

چہارم:۔ باکثرت درود شریف پڑھنا ہر ذکر و شکر میں لازم ہے۔ درود شریف کا پڑھنا راحت القلوب ہر حال ہے۔ درج ذیل سے درود شریف وظائف واذکار میں پڑھے جاتے ہیں جو دوستوں کی سہولت کیلئے لکھے جاتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ مَعۡدَنِ الۡجُوۡدِ وَالۡکَرَمِ مَنۡبَعِ الۡعِلۡمِ وَالۡحِلۡمِ وَالۡحِکَمِ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ وَصَلِّ عَلَیۡہِ ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

2. اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنۡ صَلَّ عَلَیۡہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنۡ صَلَّ عَلَیۡہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنۡ لَّمۡ یُصَلِّ عَلَیۡہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرۡضٰی اَنۡ تُصَلِّی عَلَیۡہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنۡبَغِی اِنَّ الصَّلٰوۃِ عَلَیۡہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرۡتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیۡہِ ۔ یہ پنج درود شریف کہلاتا ہے۔

درود شریف ہزارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِّا ئَةَ اَلْفَ اَلْفِ مَرَّةٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

☆☆☆☆☆☆

اول:۔ مطابق شریعتِ محمدی اگر کوئی شخص کسی سے ملاقی ہو تو اول السلام وعلیکم کہے۔یعنی سلامتی ہو تم پر۔ یہ ادب ہے اور مسنون ہے۔

دوئم:۔ مصافحہ کرنا خُلق و محبت میں اضافہ کرتا ہے۔خلشِ غیریت کو مٹاتا ہے۔

سوئم:۔ خیر و عافیت اور طعام کی پرسش کرنا ہے۔اِس سے ملنے والے کا دل ملائم ہوتا ہے اور دل میں ایک خاص قسم کا انسباط پیدا ہوتا ہے۔

چہارم:۔ کسی کو وداع کرتے وقت احترام کے طور پر کچھ دور تک ہمراہ چل کر جانا اور رخصت کرنا۔پنجم: دورانِ کلام دل خراش الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرنا۔شان کے شایان کلام کرنا ہے۔

کلام

خلیفہ غلام دستگیر راز قادری

دربار عالیہ قادریہ فاضلیہ کوٹ شریف

دوہڑہ نمبر ا

جا راز ٹوک غافل اُس عالی جناب میں
جس کے فیوضیات بے حد و حساب ہیں
برکت علی شاہ پیر ہمارا
کرم کیا ہے جس نے بھارا
وقت مشکل دیا سہارا
ڈوبتے بچ گیا راز بچارا

مدح شریف

وہ عالی شان ہے اُسکی کہ جو اُس در پہ جا ٹوکا
اگر چہ تھا وہ آزر وہ بہت بُھوکا
بدی کا تھا وہ مجموعہ خودی میں سر تا پا رنگا
مگر جب نظر کی میراں بہادی فیض کی گنگا

مئوثر ہے بہت گفتار کی تیری یہ شیرینی
شفا دے لا دوا کو یہ تیرا اندازِ تلقینی

نہ کھا تو ٹھوکریں غافل محی الدین کا ہو جا
بھلا تیرا سراسر ہے محی الدین کا ہو جا
جو چاہے توڑنا ہستی محی الدین کا ہو جا
غلامی اُس کی شاہی ہے محی الدین کا ہو جا
قسم ظلِ خدا کی ابرِ رحمت یاں برستا ہے
ثنا بھولا ہوا جھکنے کو قدموں پہ ترستا ہے

فقر کا بادشاہ ہے تو شناور بحرِ عرفاں کا
خطر مطلق نہیں کسی کو تیری خارِ مژگاں کا
اُکھڑتا ہے قدم دہشت سے تیری آج شیطاں کا
تیری واسع ولائیت میں خطر نہ دین و ایماں کا
قوی ہیکل توانا و درندہ صفت اور جابر
بکبر سب چھوڑ کر ہیں مانگتے رحمت تیری سرور

الانسانیہ سمجھایا کھولا سِرّ پنہانی
شگفتہ ہوئے افسردہ رہی جاتی پریشانی
مچی ہے دھوم میخانہ محی الدین جیلانی
چلے آتے ہیں میکش طلبگار فیضِ رحمانی
محی الدین تجھ کو واسطہ تیری کریمی کا
بخش دو رنگ لِلّٰہ اپنی طبع کی رنگینی کا

تیرے قدموں کی برکت سے ملا برکت علی ہادی
خَلق میں دھوم ہے جسکی ہوئی گھر گھر میں ہے شادی
سجا تاجِ فقر سر پر دی کر جس مئے کی آزادی
تیرا یہ لطف ہے شاہا کھڑا ہوں بن کے فریادی
تیری ذات مقدس سے کرم کی بھیک چاہتا ہوں
تو کر منظور عاجز کو سنا لبیک چاہتا ہوں

اُسے مشکل ہی کیا جس کی نظر ہی کیمیائی ہو
اُسے مشکل ہی کیا انداز جس کا مُصطفائی ہو

اُسے مشکل ہی کیا ہے خُم جس کا مُرتضائی ہو
اُسے مشکل ہی کیا ہے کام جس کا رہنمائی ہو
جھکی میں دیکھتا ہوں در پہ تیرے ساری خدائی
مجھے لِلّٰہ بچا لینا کھڑا دیتا ہوں دُہائی

شب دیجور میں اکثر میں اُٹھ کر راز کہتا ہوں
شاہِ جیلان ہے باقی میں بجتا ساز سنتا ہوں
وہی دانا وہی بینا وہ محرم راز کہتا ہوں
محی پایا خدا پایا بصد میں ناز کہتا ہوں
زمانہ بھر میں رقصاں ہے ہوا تیرے میخانے کی
فلک پرواز ہے میکش دیکھ یہ حالت ہے دیوانے کی

دوہڑہ نمبر۲

اے فقر کے بادشاہ اے لائق صد احترام
محسن عالم تیرا ہم اس لئے لیتے ہیں نام

ہو جزو ایماں بیخودی ہستی کا ہو قصہ تمام
مانگتے ہیں تشنہ لب ساقی پلا دے ہم کو جام
کیونکہ تو مختار ہے کوثر کا اے عالی جناب
رہنے دے قدموں میں لیٹا ہو چکی حالت خراب

ہم کو نہ شکوہ ہے کوئی نہ کوئی اور بات
ہم نہ خواہش دنیا اور نہ دنیا کی بات
طالبِ عقبےٰ نہیں کرتے ہیں جنت کی بات
ہم کو بس معلوم ہو بھولی ہوئی اپنی ہی بات
تیرے در پر سر جھکاتے ہیں بدل دو ہم کو تم
پلٹ دو کایا تو لا محدود کہلائیں گے ہم

ہم مشرب وہمراز ہو کے بیٹھیں محفل میں تیری
ہم سُنیں نعرہ جیلانی آ جس سے لآ ہوئی
دیکھیں سر چشمہ اُبلتا پئیں مئے توحید کی
تا کہ دل سے دور ہو افسردگی پژمُردگی

نہ رہیں بیزار ہم کو شربتِ دیدار دے
گائیں گن خوشنود ہو تو حشر تک جیتا رہے

تیرے عالی مکاں کی نیلگون و سبز چادر ہے
محمدی فرش پر تیرا تسلط ہے تو قادر ہے
محی الدین بنکر حکم پھر سے کیا صادر ہے
بباطن قادرِ مطلق ۔ بظاہر عبد قادر ہے
تو قطبِ مشرق و مغرب ولایت تیری کل دنیا
محی الدین عبد القادر ہم پر دیا کرنا

تیرے دربارِ عالی میں سوالی بن کے آیا ہوں
بدل جاتی ہے بد حالی یہاں میں سن کے آیا ہوں
تیرے نورِ ہدایت سے میں روشن ہونے آیا ہوں
جلا کر رخت ہستی کا حسن کو پانے آیا ہوں
تیرے صدقے محی الدین لاکھوں رحمتیں تجھ پر
ہٹا اپنی عنائیت سے بہت ہیں زحمتیں مجھ پر

نامور آقا مجھ گمنام کی بھی خبر لے
بیکلی میں مبتلا ہوں بے خبر کو خبر دے
آبدیدہ راز کو صحبت کا اپنی اثر دے
جس سے پہچانے نفس کو ایسی اس کو نظر دے
رحم کرنا بیکسوں پر وصف ہے میراں ترا
جس میں سمٹا ہے دو عالم ظرف ہے میراں تیرا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اِسم نامہ

برکت علی شاہ رح

ب برکت سب اسکی ہے جس برکت بھرم مٹا یا جی
پیڑ پلیدی کاٹ کے جس نے پاک پیوند لگایا جی
بحرِ عرفان مصطفےٰ اندر غوطہ شوق لگایا جی
بیچارے کا چارا بن کر رازؔ بیزار بچایا جی

ر رحمانی نظر جو کرے رجوع طرف رحمان کیتا
کعبہ دل میں اللہ انور ظاہر احمد جان کیتا
خودی خدا کی چھینی ساری مستوں کا مستان کیتا
مسلمان سبحان کہلایا ہندو کا بھگوان کیتا

ک کمزور عقیدت مندوں کو کیف کوثری جام دیا
نحن اقرب گیا پہچانا محسن یہ انعام دیا
خیبر شکن نگاہوں سے ہستی کا کام تمام کیا
پریم کوٹ میں پیتم پایا سجدہ جا غلام کیا

ت تمیز بتائی ساری کیا ہے بندہ کیا سجان
برکت بادی وہ غلام نہیں ہو سکتا اصل جسکی ہے سلطان
بے حد ہوئی عنائیت ہم پر اپنی کرلی اب پہچان
رازؔ برکت ہو گئی پوری بادی ہوا مہربان

ع عشق کی رمز جو پائی ربط ضبط سے کام لیا
ناز و ادا دکھلائی دلبر کرسی دل پر مقام کیا
رعنائی ہوئی جذب آنکھوں میں مبہوت ہوا لا کلام
پھر جب پڑھی صورتِ معنی باقی رہا اللہ کا نام

ل لباب مے کا پیالہ دیا لحاظ غمزوں کے ساتھ
پی کر وجد گیا ہو طاری بیخود کیا رمزوں کیساتھ
نازنین کی میٹھی بولی مار گئی غمزوں کے ساتھ
حال حقیقت جانکاہی بھولے کب باتوں کیساتھ

ی یاد سے فارغ ہوا دیکھا یار آئینے بیچ

سامان علی قمر اُسکو سازش غیر نہ بھاوے جسکے سوزش سینے بیچ

بے پرواہا شہنشاہا کمی نہیں خزانے بیچ

ساحل پر ہے رآز بے چارا لے چل ساتھ سفینے بیچ

ش شراب جب عشق پلائی دید کا شربت بھی کچھ دے

چھونک جلایا ہے مئے نے تریاق کی رغبت بھی کچھ دے

چوموں تاج میں لائق ہو کے اتنی فرصت بھی کچھ دے

ششدر ہو کے نہ میں دیکھوں دل کو فرحت بھی کچھ دے

ا آنکھیں بچھا رہگذر بیٹھا تیری دید کی رکھ اُمید ساجن

تیری رعنائی نے کھینچ لیا دل اُٹھا تلملا ساجن

اُلفت تیری نے جوش بیدار کیا عشق کھانے لگا پیچ و تاب ساجن

کر حسرت ناچیز کی آج پوری ہو کے سخی بے پرواہ ساجن

ہ ہادیا رکھیں خیال میرا روشن کر کے شمع ہدایت والی

بھولے ہوئے کو راہ دکھا جاؤ کر ترس توں دیکھ زبوں حالی بے پرواہ شاہ

راز آ گرا تیرے دوار اُوپر مڑ کے جائے نہ ایہہ بیزار خالی

تجھے واسطہ شاہِ جیلان والا کر مہربانی مہربان والی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اِلتجا

دامِ خودی میں مَیں بے شک پھنسا ہوں

بعید از حقیقت میں سراسر پڑا ہوں

دوئی دل میں میرے مَیں مُشرک بڑا ہوں

اطاعتِ نفس میں مَیں ہر دم لگا ہوں

مگر تیرے دامن سے چمٹا ہوں شاہا

رہائی کا ہو جا وسیلہ خدارا

تیرے ہوتے پھر ڈر رہے کیوں کسی کا
تیرے ہوتے لوں کیوں سہارا کسی کا
تیرے ہوتے دم میں بھروں کیوں کسی کا
تیرے ہوتے شیدا بنوں کیوں کسی کا
تو مشکل کشا دستگیر دو عالم
محمدؐ کا نقشہ ہے تو غوث الاعظم

تیری بادشاہی میں ہم نے یہ دیکھا
جو بے حال تھا اُس کو خوش حال دیکھا
تیری ءَ میں ہم نے یہ اعجاز دیکھا
لگی جس کے منہ سے وہ بیخود ہی دیکھا
بڑا بیکسوں پر یہ احسان ہے تیرا
گئی شام غم کی کیا ہے سویرا

کوئی ایک سرمست مستی میں بولا
لگی نے ترازو میں ہے جس کو تولا

وہ عارف ہوا اور ہوا فخرِ مولا
خزینہ فقر کا گویا اُس نے کھولا
جھکی دنیا در پر ہے خادم محی کے
ہمیں سجدہ لازم ہے در پر محی کے

بہت سخی دربار ہے شاہِ جیلاں
یہاں بھیک مانگیں ، غریب اور سلطان
فقر کا ہے سلطان لاریب میراں
صبحِ عید کرتا ہے شامِ غریباں
کھڑا ہوں میں در پہ تیرے دست بستہ
بتا دے تو رازؔ کو وحدت کا رستہ

تیری رحمت کا مَیں طالب ہوں شاہا
طلبگار ہوں نورِ حقیقت کا شاہا
تیری ذاتِ اقدس کو ہے جس نے چاہا
ہوا وہ زیرِ سائیہ لولاک شاہا

تیری غایت و انتہا جس نے سمجھی
حقیقت حقیقت میں ہے اُس نے سمجھی

تیرے در پہ لاکھوں کھڑے ایسے سائل
حسن پر تیرے جوکہ ہوتے ہیں مائل
تیری دلبری کے ہوئے ایسے قائل
نہ دوئی کا پردہ رہا کوئی حائل
ہے مابین اُن کے کھڑا رازؔ بیکس
کرم کُن کہ بے حد ہوا ہے وہ بے بس

نمبر۲

مانا یہ ہم نے تُو اُتم ہے مکرم ہے
خُلق اخلاص رکھتا ہے عزم تیرا مُصَمّم ہے
اشارے تیرے انوکھے سمجھتا تیرا محرم ہے
جہاں پانی میسّر نہ ہو تُو پابند تیَمّم ہے

حسن تیرا نرالا ہے نگاہیں تیری آوارہ
کوئی بسمل ہوا اِس جا کسی کو اُس جگہ مارا

ادائیں تیری بے قابو چلن تیرے کو کیا کہئے
جفائیں جور آمادہ لگن تیری کو کیا کہئے
مچائی کھلبلی جس نے شکن تیرے کو کیا کہئے
جلے پَرتوِ حُسن سے ہم حُسن تیرے کو کیا کہئے
مسلماں ہوئے تھے مَر کر مگر کافر نے نہ چھوڑا
کفر انداز نے ہم کو جدھر چاہا اُدھر موڑا

ہوئے ہم غرقِ تجلّی تماشا ئے حسن کیا دیکھا
طوافِ قبلہ کو بھولے معیارِ حسن کیا دیکھا
ہوئے ہم ساکت و حیراں درِ محسن کیا دیکھا
گئے ہم آپ سے اپنے سراپا حسن کیا دیکھا
عشق سے حسن کہتا ہے مچلنا ہم سے تم سیکھو
پھسلتی ہے نظر جس جا گذرنا ہم سے تم سیکھو

مِلا کر خاک میں مجھکو تجھے اے بالم مِلا ہے کیا

غریقِ غم ہوا ہوں میں ستم یہ کم کیا ہے کیا

گِرا کر اوجِ ہستی سے تو پوچھے ماجرا ہے کیا

بنا بیخود کیا مجنوں بتا تجھ کو ہوا ہے کیا

نہ ہوتا مہرباں ہادی نہ جانے کیا حشر ہوتا

کہیں یہ راز بھی بس قعرِ ذلت میں پڑا ہوتا

نمبر۳

یہ احساں ہے برکت پیا کا ہمارے

ہے پی جب سے ہم نے ئے شوقِ وحدت

ہوئی واضح ہم پر ہے ہادی کی برکت

ملی بھاگ جانے کی ہستی سے فرصت

دنیائے دوں کی رہی جاتی رغبت

بڑا ہم پہ احسان ہے برکت ''پی'' کا

بنا دیا چیرا جس ہم کو مُحی کا

میرے ہاتھ جب اپنے ہاتھوں میں لئے
کیا کہیں ہم پہ کیا احسان کیے
برہم دل کے اجزا یک جان کیے
درخشاں محبت کے نشاں دیئے
ہم ایسے محبت کے حلقے میں آئے
کہ جی جس سے باہر نہ جانے کو چاہے

کُنت کنزاً کی حقیقت کو ہم نے جانا
عابد و معبود گیا سب پہچانا
مرے موت عاشق کی تب ہم نے جانا
عدم ہے عدم باقی ہُو کا فسانا
اُس کو سب کچھ ملا ، ملا جس کو ہادی
ہے برکت کی برکت میں کرتا منادی

ناخدا بحر بے پایاں عشق کا ہادی
کنارے بھنور سے لگاتا ہے ہادی

ہادی ہے ہوتا میں جدائی سہارا
ہادی ہے دیتا تسکین میں مصیبت
مقصود ہی ہادی اور منزل ہی ہادی ہے
نمود اور نشوونما ہی ہادی نشہ ہے

بتاؤں میں کیا کی ہادی برکات
سناؤں کیا صفت حد بے ہے عنائیت
لگاؤں نعرہ کا "پی پی" میں بالآخر
پاؤں پیارا پیا رفتہ خود از کے ہو
سارا کا تُو و ما تقاضا ہو ختم
اشارا سے نظر اک گر ہادی کرے

برکت شاہِ میرے کر نظر کی کرم
برکت شاہ کا عنایت تیری گار طلب ہوں
عبارت اشارا اک ہر تیری ادا
برکت ہی برکت ہیں کہتے ہمزاد ہیں

تیرا سنگِ در مثلِ کعبہ ہے ہم کو
جھکانا جبیں کو ہوا لازم ہم کو

کیا روشناس کیا انسان تو نے
دکھا دیا بلدۂ ایمان تو نے
کی شفقت ، عنایت اور احسان تو نے
ہم کو محرم کیا شاہِ جیلان تو نے
میں صدقے تیرے رازؔ یوں ملتمس ہے
دے بادہ تُند ہوا وہ بے حس ہے

نمبر۴

ہوتا نہ دنیا میں اگر فسق و فجور
اسلام کا دنیا میں ہوتا نہ ظہور
حسن کے ہوتے ہی ہوتا ہے غرور
حسن ہے شعلہ تو دل چھوٹا سا طور

زحمت اُٹھانی چاہئے ایمان کی عزت کے لئے
کفر کچھ چاہئے اسلام کی عظمت کے لئے

حُسن شاہِ ہے الطاف مائل
چمن سارا ہے کو آمد رہا تک
لگن تیری بھلا ہے نہیں کو کس
چمن تیرا کو نفس ہر ہے مرغوب
گرمی رخسار ہے عوام کی رخصت کے لئے
دل جلے جاتے ہیں انجام کی فرصت کے لئے

شمع سوزاں ہے تو اذنِ عام ہے
کیا پتنگا جل کے بھی نا کام ہے؟
زندگی عاشق کی غم کی شام ہے
جدائی مصیبت میں صبح شام ہے
دشتِ نجد ہے آلام کی رغبت کے لئے
خوابِ مخمل ہے مگر نا کام کی حسرت کے لئے

واعظِ محی کی وہی آواز ہے
پیغامِ حسن کا وہی انداز ہے
حسنِ جلوہ گر خاموشی ساز ہے
فریادِ عاشق آج بھی مثلِ ایاز ہے
منتظر ہے راز ان • ایام کی شرکت کے لئے
بادۂ وحدت کھلے گا جام کی حرکت کے لئے

آنسو

نگاہِ شوق کے تاروں میں اٹکائے ہوئے آنسو
پلکوں کی یورش پیہم سے بچائے ہوئے آنسو
جنونِ وعشق کی گرمی سے گرمائے ہوئے آنسو
سراپا نور ہیں آنکھوں میں لہرائے ہوئے آنسو
منتظر ہیں برسنے کو نفی اثبات ہونے دو
مرے ارمان کچل ڈالو یا میری بات ہونے دو

ساون کی گھٹاؤں کی طرح برسینگے آنسو
دامان پاک کو تیرے جب پالیں گے آنسو
دورِ جنون میں کس طرح سنبھالیں گے آنسو
ارمان نہ نکلیں گے تو نکالیں گے آنسو
جورو جفا کی مدھم نہ رفتار ہونے دو
مشکل ہے گر اقرار تو اسرار ہونے دو

تیرے لئے بہا چکے سو بار یہ آنسو
آنکھوں میں میری بن گئے آزار یہ آنسو
آئینگے تیری آنکھوں میں اک بار یہ آنسو
ہیں برکتؔ علی ہادی عجز آثار یہ آنسو
ان آنسوؤں میں دامن اُلفت بھگونے دو
بیمار محبت کی نہ خفت ہونے دو

دل کی بربادی کے ہیں آثار یہ آنسو
حقیقت کی حمائیت کے ہیں اظہار یہ آنسو

آنسو یہ درکار ہیں میں غم و انبساط

آنسو یہ اصرار ہیں کرتے بھی ہوئے گرتے

دو ہونے قرار بے راز جبینِ میں سجدوں

دو ہونے پکار سے آبدیدہ چشمِ شروع

نمبر۵

تو ہے ربانی قطبِ تو ہے سبحانی محبوبِ

جستجو تیری ہے بھی کو غوثوں تو ہے کا غوثوں غوث

کہاں جائے نوا بے یہ کے چھوڑ تیرا در

کہاں پائے سوا تیرے دوا کی دل سوزشِ

کا عاشقوں ہے گاہ قبلہ تو

کا واقفوں وحدت خورشید

کا منعموں تو ہے سلطاں

کا بیکسوں فرما کار

اگر جائے مل کو ہم شہنشاہ تیری پاک خاکِ

قدر رکھتے نہیں کچھ جواہر یاقوت و لعل

خبر لے دل سوختوں کی اے دستگیر
واسطہ تجھ کو محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پیران پیر
دونوں عالم میں نہیں تیری نظیر
سرنگوں در پہ تیرے شاہ و فقیر
بے بس و لاچار ہو کر در تیرے آیا ہوں میں
اپنے دامن میں چھپالو اس لئے آیا ہوں میں

تیری غلامی کے آگے شہنشاہی کچھ نہیں
شان و شوکت کچھ نہیں ہے جاہ وحشمت کچھ نہیں
شوقِ جنت کچھ نہیں ہے خوفِ دوزخ کچھ نہیں
ڈر نہیں ہے قبر کا محشر کی وحشت کچھ نہیں
ہوگئی جس پر تیری نظر عنائیت اے دستگیر
چھٹ گیا ذکر و فکر سے ہو گیا وہ بے نظیر

اے محبوبِ خدا ذی شان سیّد اطہر و انور
بھٹکتا نہ پھرے تیرا گدا کچکول لئے در در

پیمانہ دل کا بھر پیوے اور ہو پینے کا خوگر
الاوے مست ہو کر یا شاہ جیلاں میرے سرور
رہے قائم تیرا ے خانہ یہ رنداں کہتے ہیں
تیرے رندوں کو اہلِ ہوش نکتہ دان کہتے ہیں

تیرا سگ شیر کے آگے بھپرتا ہے
تیرا خادم بڑی تاثیر رکھتا ہے
نام لے کر تیرا وہ خیبر توڑ سکتا ہے
اسیرِ زلف تیرا عاشقوں میں قدم رکھتا ہے
نہیں کوئی سوا تیرے اے ہستی توڑنے والے
فنافی اللہ بقا باللہ خدا سے جوڑنے والے

محمد مصطفٰی ﷺ کے دین کو زندہ کیا تو نے
علی مرتضیٰؓ کی شان کو بالا کیا تو نے
فقر کا اوڑھ کر جب فخراللہ لیا تو نے
ہوا فیضِ عام تیرا باب رحمت وا کیا تو نے

ہیں صدقے رحمتیں سب تاجدارِ اولیاء پر
کہ مخمور جھومتے رنداں ہیں جس کی ادا پر

ہے لہریں مارتا دریائے پر امن تیرا
کھلا پڑ گھٹ پڑا توحید کا ہے بے شکن تیرا
ارم ہے خُلد ہے راحت فزا صحن و چمن تیرا
نقش ہے احمد خیرالوریٰ کا ہر چلن تیرا
تیرے الطاف سے ڈوبے ہوئے بیڑے نکلتے ہیں
تیرے پاپوش کے رہزن بڑے اقطاب بنتے ہیں

کیا تجھ کو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارھویں والے
خوابیدہ گم راہوں کو بعد میرے آ کے سنبھالے
شب معراج میرا دستِ نازک پکڑنے والے
چھما چھم برسیں گے رحمت کے تجھ پر نور کے پرنالے
قسم اُس ذات کی جو پاک ہے واحد و لاثانی
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش کی اعلےٰ تو نشانی

محی الدین ہے اوّل، محی الدین ہے آخر
محی الدین ہے مظہر،محی الدین ہے انور
محی الدین ہے باطن ،محی الدین ہے ظاہر
محی الدین ہے اندر، محی الدین ہے باہر
وہی ناظر وہی منظر وہی ذات و صفات اندر
وہی پشت و پناہ بے شک وہی گویا ہے بات اندر

چمکتا نور پیشانی منور تیرا چہرہ ہے
بڑائی اولیائی کا بندھا سر تیرے سہرا ہے
خدا سے رشتہ الفت بہت گہرا یہ تیرا ہے
جبھی ملکوں کا تیرے گردچاروں طرف پہرہ ہے
نہیں حاجت مگر تجھ کو کسی دستگیری کی
محمد مصطفیٰ ﷺ کی تو نے خود جب دستگیری کی

تو ہے وہ شیر یزادنی کہ جس پر ناز بھارا ہے
سہارا تیرا گویا ہم کو اللہ کا سہارا ہے

غرق ہوتے بچا لینا فقط خاصہ تمہارا ہے
تو دیوانِ محمد ﷺ ہے یہ سب دفتر تمہارا ہے
سوالی لاکھوں آتے ہیں نہیں جاتا کوئی خالی
فیاضی اِس قدر تیری میرے آقا میرے وَالی

خدا کا شکر ہے لاکھ بار محی الدین جیلانی
مدد برکت علی شاہ سے ملی تیری ہے غلامی
ہوئے ہیں نام لیوا ہم کہاں باقی ہے گمنامی
کرم کی نظر کر شاہا یہی ہے فضلِ رحمانی
جو تو ہو مہرباں ہم پر خدا بھی مہرباں ہم پر
علی المرتضےٰ ، محمد مصطفےٰ ﷺ مہرباں ہم پر

بجا ہے گر کریں سجدہ تیری دہلیز کے اُوپر
فدا ہوں ہر ادا تیری پہ ہر اِک چیز کے اُوپر
بنا دیں مردِ غازی تو نظر کر ہیز کے اُوپر
خوشا قسمت جو ہوویں مہرباں ناچیز کے اُوپر

بدل تقدیر دے میری جنم میرا رسولی ہو
بھریں دامن اُمیدوں سے نہ خالی میری جھولی ہو

نہیں تجھ سا نظر آتا مجھکو زمانہ میں
بنائے مِس سے جو سونا کرے کشتہ نشانہ میں
مئے شوقِ حقیقت دے جو بھر بھر کے پیمانہ میں
کہ حسرت ربِ ارنی پوری ہو جس کے خزانہ میں
ایسے دلدار کی وصلت ہمیں قربِ تعالےٰ ہے
کہ جس کے پاؤں کی مٹی بھی فخرِ گلِ لالہ ہے

عجب کیا ہے تیری محفل سے جو علوم پا جائے
بنے بندہ سے جوئیندہ اگر معلوم ہو جائے
تیرے خادم کی خدمت جوکرے مخدوم ہوجائے
ہوئے وہم گماں باطل خودی معدوم ہو جائے
تجلیٰ حسن کا وہ دیکھے عبد معبود پہچانے
وہ عارف بے گماں ہووے اگر نابود کو جانے

رقم کب کرسکے تیری مدح ناچیز ہے بندہ
کہ لاکھوں داغ ہیں جس پر بہت گندہ بہت گندہ
زبوں حالت بہت کہتر تخیل ہے پرا گندہ
زباں کو کس طرح کھولے ہوا ہے بہت شرمندہ
فقط اِک آس ہے باقی کہ دامن تیرا پکڑا ہے
شرم رکھ **لیجیو** میری کہ دامن تیرا پکڑا ہے

فقط معروض ہے یہ رآز ہے عالی مکاں والے
لڑھکتے کو بچا لینا بہت اُونچے نشاں والے
کہ سنو بیکس کی اب فریاد اے جیلی جیلاں والے
پیا سے مر نہ جائیں تڑپتے یہ بے نشاں والے
سہارے پر تیرے لطف وکرم کے جئے جاتے ہیں
دیا ساقی نے ساغر بھرکے ہر دم پئے جاتے ہیں

فریاد

ہے تیرے دم سے باقی وحدت کا معیارِ زندگی
خود شناسی خود بینی اور شعارِ بندگی
قائم ہے تیری بدولت مے کدہ میکشی
مانگنا پھر غیر سے باعثِ شرمندگی
کی نظر جس پر کرم کی ہو گیا وہ شاد ہے
یا محی الدین عبدالقادرا فریاد ہے

احسان ہے بے حد تیرا اے بادشاہ اولیاء
دہلیز رندوں کو ہے تیری معرفت کی کربلا
دیکھ کر روشن جبیں بولا کوئی یوں دل جلا
قسم ہے مجھ کو خدا کی تو ہی ہے ربّ العلےٰ
ویراں بستی تیرے دم سے ہو رہی آباد ہے
یا محی الدین عبدالقادرا فریاد ہے

اے منبعِ جودو کرم اے محبِّ دوستاں
اے نور کے پیکر مجسم قبلہ گاہِ عاشقاں
اے بے سہاروں کے سہارے اے ممدِّ ناتواں
کیا نہیں معلوم تجھ کو طالبوں کی داستاں
ہستی مٹا بے خود بنا معذور کی مراد ہے
یا محی الدین عبدالقادرا فریاد ہے

تھے ملتہب شعلے وہم کے مجھ کو حیراں کر رہے
کر کے انبار سدِّ سکندر بن رہے
اذن سے تیرے مگر جب صہبا ہم پینے لگے
رخت ہستی کے جلے نہ ہم رہے نہ غم رہے
وہ تیرا پلانا ساقی ہم کو اب تک یاد ہے
یا محی الدین عبدالقادرا فریاد ہے

فقر کے معنی یہ ناپید کو پیدا کرے
اسرارِ مخفی ہر ادا سے اپنے ہویدا کرے

رمز ہو ہر بات اُس کی کبر نا پیدا کرے
آپ ہی درشن ہو اپنا آپ ہی دیکھا کرے
حرص و ہوا و ہوس سے رازؔ ہوچکا آزاد ہے
یا محی الدین عبدالقادرا فریاد ہے

نمبر۶

اے بادشاہ عالی مرتبت اے شاہِ بغداد سن
بے بس و لاچار لاغر راز کی فریاد سن
پُر خطا کی رکھ شرم بدکار کی فریاد سن
غمزدہ رنجور اور معذور کی فریاد سن
چھوڑ کر ساری خدائی در تیرے آیا ہوں میں
بخش دو نورِ ہدایت اس لئے آیا ہوں میں

دے شراب بے خودی جس سے خودی معدوم ہو
لآ تقنطو من رحمت اللہ کا اثر معلوم ہو

عشق کے میدان میں میری ہر عاجزی کی دھوم ہو
شوق میں ایسا چلوں تھکان نہ معلوم ہو
ناتواں کا ہو سہارا المدد اے دستگیر
جان سے تجھ پر تصدّق ہو اے دستگیر

مانگتے ہیں خیر تیرے میکدہ کی ہر گھڑی
منسلک کر کے بنا لے اپنی الفت کی لڑی
تیرے فیض عام کی آواز کانوں میں پڑی
چلدیئے ریوڑ کی مانند کھانے وحدت کی چھڑی
شور ہے در پر تیرے ساقی بیا ساقی پلا
کرم کر لِلّٰہ محی الدین عبدالقادرا

موتوا قبل انت موتو ہم پہ تیر انداز ہو
انا لیلیٰ کی ہمارے ہونٹوں پہ آواز ہو
کنت کنزاً مخفی والا ہم پہ افشاں راز ہو
بدلے ساز زندگی احد کا پہلا ساز ہو

ہر بات تیری راز ہے ہر بات میں تاثیر ہے
خاک تیرے قدموں کی اکسیر سے اکسیر ہے

کہنے والا خود سنے محسن شاہ جیلان ہو
جستجو کی انتہا سبحان ہی سبحان ہو
تیری ہستی سے جو منکر ہو وَلی پھر نہ رہا
دیکھ لو صنعاں نے منکر ہو کے کیا حاصل کیا
دین وایمان کھو کے سالوں وہ خوک چراتا رہا
اولیاء کی صف سے کوسوں دور وہ پھرتا رہا
توبہ شکن انداز میں گرتا ہوا وہ آگیا
بخشو میراں بخش دو میری خطا کہتا ہوا

جو ہوا منظور تجھکو ہوگیا وہ پارسا
ہوگیا محرم خدا کا نہ رہا وہ نارسا
مبتلائے وہم تھا وہ سِرّ سے واقف نہ تھا
واہ عنائیت تیری شاہا کر دیا سایہ ہما

ہر بات تیری راز ہے ہر بات میں تاثیر ہے

خاک تیرے قدموں کی اکسیر سے اکسیر ہے

ہم غریبوں پر بھی ایسی نظر کر اے بادشاہ

بالوں سے بھی کچھ قدر زیادہ ہی ہیں میرے گناہ

مانگتے ہیں خوف سے اللہ کی تیری پناہ

جز تمہارے اور بچنے کی نہیں ہے کوئی راہ

مہرباں ہو مہرباں ہم پر خدا را مہرباں

آس تیری رکھتے ہیں ہو مہرباں شاہِ جیلاں

نمبر ۷

یہ دربارِ جیلاں ہے رندوں کا گھر ہے

یہ قبلہ عُشاق وحدت کا در ہے

جبیں یاں پہ گھستا ہر اک تاجور ہے

تجلّے خدا کا یہاں جلوہِ طور ہے

یہاں آ کے جھکتے ہیں شاہِ زور سارے

یہاں ہاتھ پھیلا دیں کمزور سارے

یہاں سب کی ہوتی ہے حاجت روائی
یہاں دور ہوتی ہے فرقت جدائی
گداؤں کو ملتی ہے یاں بادشاہی!
یہاں نظر آتی ہے طرزِ خدائی
یہاں ارغوانی ہے مے جوش کھاتی
یہاں دنیا وعقبیٰ ہے بھول جاتی

یہ دربارِ احمدؐ کا نقشہ ہے سارا
یہاں اولیاؤں کا مجمع ہے بھارا
یہاں جلوہ گر مصطفٰے ﷺ ہے پیارا
یہاں سجدہ کرنا روا ہے ہمارا
یہاں تر کا صدقہ ، ہے مقبول ہوتا
خوابیدہ کلی کا ہے یاں پھول ہوتا

یہاں پر تصادم دلوں کا ہوتا ہے
یہاں پر کبر سب کا نادم ہے ہوتا

یہاں پر ثنا بن ہے کوئی روتا
میں خادم تیرے خادموں کا ہی ہوتا
یہاں بدل جاتی ہے تقدیر ان کی
نہ تھا رازؔ جن کے مقدر میں کچھ بھی

نمبر۸

مست آنکھوں سے تشنگی کو بجھا
جام و صبو ذرا حرکت میں لا
سُرور میں آ کر کہوں میں ساقیا
دور آیا پینے کا ساقی پلا
ہیں بادِ صبا پھول کھلائے نئے
رس تتلی چوستی ہے پھول سے
پینے کو ہم بھی ہیں آئے ہوئے
دور آیا ہے پینے کا ساقی پلا
کالی گھٹا چھائی بدلی فضا ، ساعت پینے کی ہوئی جاتی قضا
بند کیوں رکھا ہوا ہے صہبا دور آیا پینے کا ساقی پلا

ایسی پلا ایسی پلا ایسی پلا
ہوش نہ تن کی رہے مجھکو ذرا
لے لے سنبھالا دیتا جاؤں صدا
دور آیا پینے کا ساقی پلا

دل ہوا مسرور آنکھوں میں خمار میکدہ کی تیری جب دیکھی بہار
تو رہے ساقی سلامت برس ہزار، دور آیا پینے کا ساقی پلا
میں بھی سمجھوں اپنے تئیں بادہ خوار
رندوں کی محفل میں ہو میرا شمار
شوق پینے کا لگا لینے اُبھار
دور آیا پینے کا ساقی پلا
منصور نے پی سولی کے جھٹکے سہے پی کر وہ خاموش نہ رہ سکے
آخری دم تک یہی کہتے رہے دور آیا پینے کا ساقی پلا
رندوں نے آ کر مچایا شور ہے
دے رہا پینے کا ہر اک زور ہے
دور آیا پینے کا ساقی پلا

شکل تیری جب ہے آتی سامنے سجدہ میں گر گئیں نگاہیں دوڑ کے

میکدہ کے کھول اب راستے دور آیا پینے کا ساقی پلا

دل مچلتا نہ رہے آنکھیں تڑپتی نہ رہیں

ارمان مے نوشی ادھورے نہ رہیں

پینے والے رات دن پیتے رہیں

دور آیا پینے کا ساقی پلا

راز بھی ہمراز ہو ساقی تیرا کچکول اسکا نہ رہے خالی پڑا

ہے میکدہ کے سامنے بیٹھا ہوا دور آیا پینے کا ساقی پلا

نمبر۹

اے پیرانِ پیر تجھکو کہتے دستگیر تیری ملتی نہیں نظیر

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

تیری شان بہت عالی تو ہے دوعالم کا والی خالی نہ جائے کوئی سوالی

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

تیرے بھید بہت نرالے ، گرتے ہوئے تو سنبھالے ، عرضاں کرتے سب متوالے

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

تیرے سر پر تاج لولاکی، تیرے تابع نوری خاکی، تجھ کو قسم مصطفےٰ ﷺ کی

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

فخر اولیاء تو شاہا، کر نظر بے پرواہا، ہم نے فقط یہی چاہا

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

تو ہے الفقر فخرِ منّی، طبع سلیم تیری رنگینی، جزونوراللہ یقینی

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

بہت سے ایسے ثناں خواں بچارے مانگیں رورو معافی سارے تجھکو شرم ہے اسکی پیارے

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

بہت سے ایسے برکت والے چومیں تاج قسمت والے تیرے صدقے رحمت والے

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

اے نورِ حقیقت اہل یقین اے ہادی مطلق بدرِ حنین، دے نحن واقرب کی تلقین

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

کنت کنزاً راز بتادے مۓ شوقِ طریقت پلادے، پردہ غبار دل اٹھادے

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

تیری ادا بہت نرالی، تیری بات ہے رمزاں والی، تیری وضع محمدؐ والی

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

تیری رحمت بے حساب، اٹھادے ظلمت کی نقاب، پڑھیں اپنی آپ کتاب

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

اے سلطان محی الدین ہوا راز بہت غمگین **دیئجو** اس کو کچھ تسکین

بخش دو سب تقصیراں جی ۔ بچا لو ہم کو میراں جی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سی حرفی اوّل

الف۔ اللہ ہے قدرت والا شاناں والا رحمت والا

بھیج محمدؐ کیا اُجالا اُمت کا تُس بار سنبھالا

ب۔ بہت احسان ہے ہم پر بھیجا خالق اپنا دلبر

جس کی اُمت بننے خاطر آرزو لے گئے بہت پیمبر

پ۔ پیوند ہے اک اصل سے مُدعا یار وصالِ وصل سے

راہ پوچھے راہبر کامل سے وقت گنوا نہ یونہی ٹل کے

ت۔ تلاش کرو گر حق کی اوّل حاجت ہے سبق کی
چھوڑ کے دیکھو اپنی ہستی غور کرو پھر کون ہے باقی

ٹ۔ ٹوٹے گر کبر تمہارا قریب ہو جائے ہر کا دوارہ
بلند آواز سے عشق پکارا باندھ کمر لے شوق نظارا

ث۔ ثابتی دیکھو اِن کی لگائی جہاں بازی تن کی
ہوش رہی نہ تن بدن کی ایسی لَو لگی ساجن کی

ج۔ جہاں ہے دیش پیا کا ہوتا ناش وہاں جیا کا
رہنا ہونا محض پیا کا پی میں مل کر ہو پیا کا

چ۔ چراغ ہے مرشد تیرا ہو جا غافل اُس کا چیرا
سوتے کو ہر طرف اندھیرا جب تو جاگے تبھی سویرا

ح۔ حیی قیوم وہی ہے ہم معدوم معلوم وہی ہے
کیا خوب کسی نے بات کہی ہے تو ہے ہر جا تو ہی تو ہے

خ۔ خیال اُسی کا رکھنا وہم مٹا کے دل سے اپنا
شرک خیال غیر کا آنا خود کو کھو خدا کو پانا

د۔ دلیل نہ تو کر اپنی ترمیم نہ کر اسکے منظر کی

مان رضا اپنے دلبر کی جو ہووے پھر اسکی مرضی

ز۔ ذکر نہ اپنا کرنا مرنے سے پہلے ہی مرنا

افشاں راز نہ ہر گز کرنا آپے اپنا درشن کرنا

ر۔ رب کا راز نیارا **ثُمَّ وجہ** اللہ آپ پکارا

نحن اقرب کا اشارہ سمجھے کوئی سمجھن ہارا

ز۔ زحمت نہ جان عشق کو عشق بغیر نہ پاویں حق کو

عشق بھلا دے لق دق کو عشق غذا رُوح عاشق کو

س۔ سنو اچھنبے کی بات آپے تیر آپ ہی گھات

دیکھے اپنے آپ حالات لیوے دیوے آپ خیرات

ش۔ شراب وحدت کی پی صبر شکر کا جینا جی

ہم کر تو نفس کشی مل جائے گا مندرجی

ص۔ صحیح مرشد کا کہنا ہر دم بیچ حضوری رہنا

خون جگر کا اپنے پینا تابع نہیں نفس کے رہنا

ض۔ ضرور ملے گا تجھ کو چھوڑ دے پہلے اپنی سدھ کو

کر صاف گیان اس اُلجھ کو باطل کر دے مجھ کو تجھ کو

ط۔ طور بدل دے سارا عشق میں ہو جل کر انگیارا
ہو ظاہر باطن اک تمہارا دیکھیں اپنا آپ نظارا
ظ۔ ظاہر ہے سبحان ثابت ہے اندر قرآن
گیان سے کر اسکی پہچان بلا ہدائیت رہیں حیران
ع۔ عبور صراط کا کرنا سولی پر عشق کا چڑھنا
حکم پر ہادی کے کھڑنا خوفِ خدا سے ہر دم ڈرنا
غ۔ غضب ہے تیرا ہونا جاتے وقت پڑیگا رونا
کھول کے دیکھ آنکھ کا کونا ہونے والے کا ہی ہونا
ف۔ فقر ہے فخر اللہ کا یہی فرمان رسول اللہ کا
افضل ذکر ہے لاآلہٰ کا یہ دنیا مقام فناء کا
ق۔ قدر نہ تجھکو اپنی بھول گیا تو اپنی ہستی
تو انمول لعل ہیں ایمنی دیکھ آئینے صورت اپنی
ک۔ کیا مشکل ہے پیارے عدم کو گر عدم جانے
کہتے گئے سب سیانے بود کو ہی بود جانے
گ۔ گوہر ہے پانی اندر بغیر حکمت نہ نکلے باہر

بستا ساجن تیرے مندر بلا گیانؔ ملے نہ سندر

ل۔ لولاک کا مالک سوہنا نبوت کا جس پہنا گہنا

فرمان اللہ ہے اس کا کہنا لازم تابع ہر دم رہنا

م۔ مروت کرنی پیارے مروت کے ہیں سب پسارے

کرو مروت کرو نظارے زُہد خشک بیکار ہیں سارے

ن۔ نماز عشق کے اندر رکھنا یار کو پیشِ نظر

کھو جانا کھوج کے اندر دیکھنا یار آئینے اندر

و۔ وارث نہ بن دنیا کا واقف بن حقانی سرّ کا

نعمت ہے یہ نعمتِ عظمٰی ڈھونڈے مخزن فیض کرم کا

ہ۔ ہدایت جس نے پائی پیا پیا دیوے دُہائی

ایسی جوت پریم جگائی پریت بغیر بات نہ پائی

ی۔ یار ہے گھر تیرے کیوں ڈھونڈیں پھر چار چفیرے

آنکھیں کھول برادر میرے قریب رفیق بہت ہے تیرے

☆☆☆☆☆☆☆☆

سی حرفی دوم

الف۔ اللہ تھا مخزنِ مخفی چاہا دیکھوں اپنی ہستی
شوقِ عشق میں صورت اپنی بیچ آئینہ قدرت رکھی

ب۔ بیدار عشق جب ہوا نور سے نور علیحدہ کیا
ہم جنس ہم صورت ہوا انتشار اِک میم کا رہا

پ۔ پینگ عشق کی چڑھی محبت رغبت اور بڑھی
اپنی آپ کتاب پڑھی ترنگ شوق اوج پر چڑھی

ت۔ تماشا اپنا دیکھا وحدت سے ہو کثرت دیکھا
کثرت نے پیوند جو دیکھا وحدت ہی کو ہر جا دیکھا

ج۔ جشن منایا اس نے اپنا آپ بھلایا جس نے
ہمرکاب کو پایا جس نے قہقہہ یار لگایا اُس نے

چ۔ چین نہ آیا اس کو جس نے جام کو ہاتھ لگایا
پیا پی کر بے خود ہوا مویا اور دوبار جیا

ح۔ حالت بدل گئی اس کی دیکھی رنگت اپنی پہلی
طبع رنگیں رہی نہ میلی دھوئی مرشد ساتھ ہتھیلی

خ۔ خالی نہ تو گوہر ہے منکر نہ تو ہو اس امر ہے
ڈھونڈھ لے گوہر کو گھر ہے چُھٹ جائے تو ذکر فکر ہے

د۔ دیوار بھی تجھ سے اچھی جسکی اوٹ میں خلقت بسی
پھول پھل ہیں اندر مٹی کھودے تو بھی اپنی ہستی

ذ۔ ذوالجلال تو ہی ہے سوکھا اور نہال تو ہی ہے
پوشیدہ تو کمال تو ہی ہے جلوہ گر جمال تو ہی ہے

ر۔ رقم پاس ہے تیرے بیٹھا ہے تو آپ ہی گھیرے
مشعل ہوتے رہے اندھیرے حیف نہیں ہے کیا اوپر تیرے

ز۔ زمین نہ بار اٹھایا آسماں بھی نفی سنایا
ملکاں جناں سر ہلایا سوچ منش کس کار تو آیا

س۔ سردار ہے تو اعلےٰ دل ہے تیرا عرشِ معلّی
باعث ہے تو باعث اُولیٰ گرتو دیکھے آپ تجلّے

ش۔ شور بیکار نہ کوئی ہر تنفس کہتا توئی
کر کے دیکھ قائم یکسوئی تو نہیں ہے وہی وہی

ص۔ صوت سرمد سن پکی کر تو اپنی دھن

کامل اپنا مرشد چن تا برسیں رحمت کے ہن

ض۔ ضلالت چھوڑ دے اپنی کھولکے دیکھ تو گٹھڑی اپنی

لعل بد خشاں ہے لاثانی الفقر و فخر منّی

ع۔ عذاب غافل ہے رہنا ماننا نفس اپنے کا کہنا

بہتر ہے بیدار رہنا ہاتھ نہ آئے گیا زمانہ

غ۔ غلیظ نہ رہ تو پیارے داغ سیاہی مرشد دھووے

مثل ہے گر اس کا ہووے کیوں نہ پھر وہ تیرا ہووے

ط۔ طرف دلبر کی جانا ہدایت لازم پہلے پانا

سندر دلبر بھیا سیانا دعوت دیکر پڑے بلاتا

ظ۔ ظہور اُسی کا سارا بغیر گیان نہ کوئی چارا

نفس سرکش جس نے مارا شجاع ہے وہ بیشک بھارا

ف۔ فرق نہ کوئی ایسا دے گیا صاحب آپ دھوکا

دو لام میں الف نہ چُھپا برزخ پر ہو گیا اُلٹا

ق۔ قیاس بے سود تمام علم ہدایت آوے کام

ہادی کا شکر مدام جس نے دیا یہ انعام

ک۔ کرم فضل مانگ ہمیشہ ہاتھ میں لے وحدت کا تیشہ
کاٹ دے وہم کا ریشہ دیکھ اپنا آپ تماشا

گ۔ گدا عشق جس پائی ہو گیا پریم سودائی
ہستی کی دیوار گرائی پریم نے بستی نئی بسائی

ل۔ لحاظ نفی اثبات کبھی سوچ لگاتا گھات
حاسد معدوم قدیم حیات مانو اپنے گُر کی بات

م۔ مابین تیرے ہے دوئی دل کا یہی غبار ہے بھائی
جس نے دوئی دلوں مٹائی یار کی خبر اُسی نے پائی

ن۔ نہائیت ہی لطیف سوہنا سندر بہت عجیب
تجھ سے غافل بہت قریب بگل بجا کر کہے نقیب

و۔ وہم کا یہی علاج نہ چھوڑے تو کرے تاراج
جہاں مستی کا ہے راج اس جا رہتے ہیں مہاراج

ہ۔ ہلکا کر بار تو اپنا چھوڑ دے تدبیریں کرنا
ہووے وہی جو اس کرنا کیوں پھر مفت سوچ میں مرنا

ی۔ یاد کرو رب اپنا اسکی رحمت سے ہے بچنا
کھوٹا کھرا ضرور پرکھنا راز ہدائیت ہادی رکھنا

نمبر ۱۰

بے بس ہوا ہوں مسحور ہوا ہوں
مبہوت ہوا ہوں مجبور ہوا ہوں
سن جفا تمہاری دیکھ صورت تیری
میں عاجز بندہ کروں ہو کے خفا کیا؟
ترسوں دید کو تیری دید عید ہے میری
نہیں تاب سخن کی بیچ محفل تیری
خاموش کھڑا ہوں زباں بند ہے میری
متحیر آنکھیں کھینچ لائی قضا کیا؟
در چھوڑ کے تیرا جاؤں کونسی بستی
مخمور نگاہیں دیتی ہیں اذنِ مستی
شرماتی ہے کہتے زباں لرزتی میری
میں عاجز بندہ سہوں جورو جفا کیا؟
سوکھا ہے بدن میرا نہیں طاقت تن میں
ہوا از خود رفتہ فقط تیری لگن میں

رہوں سر کو پٹکتا بری حالت میری
ہوگا تو کیسے تو راضی جانوں تیری میں رضا کیا؟
مایوس اُٹھکے جاؤں میں محفل سے تیری
حسنِ مغرور دیکھے حالتِ بے بسی میری
دل دیا اچانک نہیں غلطی یہ میری
مجھے روک کے مارا تیر ہوتا خطا کیا؟
مجھے پاس ادب ہے لائق توقیر سب ہے
تیری ہے ادا مرغوب ہر بات سبب ہے
تجھے پرواہ کب ہے مجھے حاجت تیری
راز تو ہی بتا دے کروں میں بھلا کیا؟

نمبر ۱۱

جبیں سجدوں کی خواہاں ہے بہارِ حسن آئی ہے
پپیہا پی پی چلایا کوئل کوکو الائی ہے
خوشا مے برکت تیری برکت علی ہادی

ہوائے مے کدہ تیری طبع بہکانے آئی ہے

عشق نے خون گرمایا گریباں چاک کر بیٹھے

ہوا مہکی ہوئی ایسی تیرے کوچے سے آئی ہے

رنگیلی جب ہے مے تیری رنگیلا کیوں نہ ہو عاشق

جب الٹا تو نے شیشے کو صدا حق حق کی آئی ہے

تیرے قدموں میں آبیٹھے خیالِ نوش کی رفعت

پیالہ منہ سے لگا کر ہوس دل کی بڑہائی ہے

مقبول ہے چہرہ زیبا اشارے دوستو سمجھو

اداؤں سے ہوئے گھائل نزاکت حشر لائی ہے

سنائیں کیونکر راز دل کہ اپنا راز رکھتے ہیں

اسی لئے داستانِ غم بھی غیروں سے چھپائی ہے

گرے بے اختیار آنسو جو صورت سامنے آئی

پکڑ کر دل کو ہم بیٹھے یہ اثر رونمائی ہے

خدا معلوم ہوتا ہے حسینوں کا ہی حامی ہے

حسن اُن کا خداوندی عشق اُن کا خدائی ہے

پلا کے خود کیا پہلے بدل دیا راز سرتاپا
جدھر دیکھا نظر کر کے دیا تو ہی دکھائی ہے

نمبر ۱۲

ڈرتا ہوں وصلت میں کہرام نہ مچ جائے
اک برق سی لرزاں ہے اس شوخ کے ہونٹوں پر
نزاکت نے عبارت نے ادا نے اشارے نے
تمنا کو اُبھارا اِک ہوس ہے آج ہونٹوں پر
مسحور کیا ایسا حیرت میں زمانہ ہے
اللہ رے تیری قدرت ہے خلق کے ہونٹوں پر
آوازِ جرس سن کر قیس ناقہ لیلے کی
رک تو گیا لیکن اصرار ہے ہونٹوں پر
یوں دل نے کہا اُس سے لیلے نے پکارا ہے
ہیبت یا حیرت سے لرزش ہوئی ہونٹوں پر
دہراتا ہے زمانہ آج لیلے مجنوں کو

رنگین افسانوں کی باتیں ہیں ہونٹوں پر
رسوائے محبت ہوئے ہیں بہت لیکن
انا لیلےٰ کہا مجنوں خاموشی ہے ہونٹوں پر
مغرورِ حسن نے یوں دنیا میں کیا رسوا
گردش میں ستارا ہے حیرت ہے ہونٹوں پر
رخسار کی تابانی دیکھی تو چلاّ اُٹھے
کیاتین ہیں متوالے مسیحائی ہے ہونٹوں پر
محبت کی دنیا میں حسن کے کرشمے ہیں
شاہکار محبت کے اذکار ہیں ہونٹوں پر
برکت علی شاہ نے رازِ سخنوار تو بنا دیا
رنگت ابھی باقی ہے اسرار ہیں ہونٹوں پر

نمبر۱۳

ہوا ہے شوق تقسیم متاع عاجزی پیدا
کہ ہم سجدوں میں گر گر کر اشک اپنے بہاتے ہیں

ضبط سے کام لیتے ہیں ادائیں دیکھ کر اکثر
جو توڑیں ہم زباں بندی تو نظروں سے گراتے ہیں

خواہش ہے ازل سے سنتے آئے آبِ دریا کی
سمانے کو سمندر میں جبیں اپنی گھساتے ہیں

زمین پر رگڑیں پیشانی جنونِ عشق کی وحشت
ہم اپنا خوں پیتے ہیں اور اپنا جگر کھاتے ہیں

آنکھیں آب دیدہ ہیں جسم کی کپکپی حالت
لرزتے ہیں لب تشنہ اگر کچھ کہہ سناتے ہیں

ہجوم تازگی اُن کے رُخِ انور پہ رہتا ہے
تمنائیں مچلتی ہیں جو اُن کو دیکھ پاتے ہیں

رازؔ تمہارے منصوبے بھی کبھی کامیاب ہونگے
جہاں سے گزرتے ہیں وہیں ہم گزر پاتے ہیں

نمبر ۱۴

اجتماع ہے میکشوں کا فلک پر چھائی گھٹا
ساقیِ کوثر کی آمد ہے پیہم انتظار

جام لا ساقی پلا رندوں کی محفل گرم ہو

تشنہ لب چلا رہے ہیں ہو رہے ہیں بیقرار

محو حیرت ہو گئے خوبان اقلیم حسن

ہوا ضوفشاں ماہِ عرب مدہم ہوئے برق و شرار

بھٹکتے تھے کل جو دشت وجبل میں شمع بغیر

راہبری کرنے کو آیا ہاشمی شُتر سوار

مُڑ کے نہ پیچھے کو دیکھا چلدیا جس طرف کو

آمنہ کا لال بے خوف و خطر مردانہ وار

جہل باطل کومٹایا نہ رہے حلقہ بگوش

پیدا حریت ہوئی توحید ہوئی آشکار

آ گیا بچھڑوں کا مشفق آگیا صَلِ علےٰ

اب نہ ہو گا غم دوری سے کوئی بھی اشک بار

بارِ اُمت کو سنبھالا سرورِ کائنات نے

کلمہ شہادت پڑھو آمیں، کہو بار بار

رہبر یکتا۔ حبیب کبریا۔ ختم الرسُل

شوقِ دیدار محمدؐ کا ہوا حق کو خمار
دید دے مجھ کو محمدؐ ، بولا وہ پروردگار

براق در فرف واسطے تیرے کئے میں نے تیار
شوق حق پورا ہوا احد اور احمد ملے

نہ رہی حسرت دلوں میں آگیا صبرو قرار
عالی رُتبت لائق توقیر لائق احترام

نہ سنے گر تو سنے گا کون مسلم کی پکار
چاند ستارے اشاروں پہ نہ کیونکر ناچتے

حکم حق حکم نبی ، حکم نبی حکم غفار
سایہ میں ثانی نہیں انگشت میں گرہ نہیں

احد احمد میں فقط اِک میم کا ہے انتشار
محبوب سبحانی حبیب کبریا منبع فیض

سچ اگر پوچھو تو تُو ہے صورتِ پروردگار
میکشی کا حظ اگر آیا ہے تو تیرے ہی طفیل

پڑگئی جس پہ نظر وہ ہو گیا ہے بادہ خوار

جامِ وحدت نوش کر کے کتنے ہوئے مست الست

صابرؒ و اویسؒ بلکہ لاکھوں ہیں تجھ پہ نثار

دلبری تجھ پہ ختم فرما روائے حسن تو

شجر وحجر کرو بیاں انسان جن تجھ پہ نثار

سادگی اخلاق شیوہَ محبت گفتگو

مرغوب ہے ہر نفس کو تیرا چلن تیرا وقار

بقولِ خسروِ خادم نظام الدین سن امرِ رب

اے میرے محبوب یہ انداز کر لے اختیار

یعنی فرماتا ہے عاشق تیرا نہ رکھ تو خودی

تیری رنگیں طبع پہ میری حقیقت ہے خودی

عین وحدت کی صفت خاص اپنی میں نے تجھ کو دی

من توشدم تومن شدی من تن شدم توجاں شدی

ختم ہے توصیف تیری بس تیرے ہی نام پہ

نام محمدؐ کا لے اے رازؔ تو بھی بار بار

بندِ عصیاں سے نہ ڈر حامی ہے تیرا زبردست

خود بچالے گا سنے گا بالیقین تیری پکار

نمبر ۱۵

دربار شاہِ جیلاں

پیشِ نظر ہے جلوۂ دربارِ جیلانی
بیٹھے ہیں بڑی شان سے سرکارِ جیلانی
ڈوبے ہوئے بیڑے تو نے پار کر دیئے
یہ آپکی گفتار کی ہے ادنیٰ جولانی
سرتاج اولیاء ہیں اور سب کے پیشوا
جھکاتے ہیں سر تاجور گھستے ہیں پیشانی
شانِ مومن تم سے آبدار ہو گئی
افشاں کر دیا ہے تو نے بھید حقانی
وحدت کی خوشبو آتی ہے تیرے حضور میں
ہمارے لئے تو حج ہے دیدارِ جیلانی
خلق تیری دید کی دیوانی ہو گئی
سنا ہے جب سے چرچائے غنچہ حقانی
اے سلطانِ اولیاء رازؔ عرض کرتا ہے
سن لو اس غریب کی پُردرد کہانی

نمبر ۱۶

اے ماہِ جبیں تیرے حسن نے رونما ہو کر
زمانہ سارے کا سارا بنا حیران رکھا ہے

بھلا تو ہی بتا دے کون سی خامی ہے چتون میں
سجا جب اپنے ہاتھوں سے تجھے سبحان رکھا ہے

وہی رنگت وہی نقشہ وہی ہے شکل نورانی
وہی عنوان ہیں سارے جسے انسان رکھا ہے

پلا دے ساقیا اِک بار جامِ بیخودی ہم کو
مٹا کر ہستی کو جس نے بنا مستان رکھا ہے

وفورِ انبساطِ وشوق سے بَہ نے لگے آنسو
سُرورِ غم تک ہم نے تو کر قربان رکھا ہے

اے سنتے ہو مدہو شو۔ چاہو گر دلربا دیکھنا
جھکو اس در پہ متوالو جہاں پیمان رکھا ہے

ارادے عاشقوں کے رازؔ ہوتے ہیں بہت محکم
قلوب و جان و تن دیگر بھی جانا ٹھان رکھا ہے

نمبر ۱۷

ہستی سے در گذر کر مستی میں محو ہو جا
قاضی محل سر کا تو خود غنیم ہو جا

ڈر ہے موت سے کیوں مرنے سے پہلے مر جا
حاسد کا کیا بھروسہ قائم قدیم ہو جا

مایوس ہو نہ ہرگز تو سن کے لن ترانی
دل تیرا طور سینا تو خود کلیم ہو جا

ایسا تو ہو جا مشرب کہ جائے نحن اقرب
مخزن تھا جو کہ مخفی اُس کا علیم ہو جا

پہلے جو تھا کبھی تو اب بھی شاید وہی ہے
خود کو جو تو پہچانے ایسا حکیم ہو جا

شب کی تاریکیوں میں مُطرب نے تار چھیڑا
سیاہی کو بر طرف کر نورِ کریم ہو جا

ہر مرض کی دوا ہے عدم دوا عشق کی
دیگر بعید کر کے یک روح جسیم ہو جا

دن رات راز بیکل رہتے ہیں اہلِ اُلفت
قدموں پہ سر کو رکھ کر مقبول میم ہو جا

نمبر۱۹

شرابِ نحن اقرب پی نظر کر ہم نے جب دیکھا
وہی صورت وہی نقشہ وہی سامان سب دیکھا
کسی کو کیا بتائیں ہم نے بے خود ہو کے کیا دیکھا
طلوع ہونے کا منظر ہم نے دیکھا اور سبب دیکھا
گزر کر اپنی ہستی سے سنا نہ لن ترانی کو
نہ کوئی ربِ ارنی کہنے والا ہم نے ڈھب دیکھا
تصورِ ایک پل کے واسطے گر ہو گیا اوجھل
بہائے خون کے آنسو بپا ہم نے غضب دیکھا
عشق نے خون گرمایا رخ دلدار کے صدقے
تقاضا چھوٹا سب اپنا خودی کو جاں بلب دیکھا
جو ہوتا ہے سو ہونے دے رضا ہے رازؔ قادر کی
یہ پیدا عقل سے اپنی کبھی ہوتے سبب دیکھا

کلام حضرت پیر کرم علی شاہؒ

سی حرفی اوّل

الف:۔ آج محبوب دی شکل ڈٹھی دیکھو جان ہوئی میری شاد سیو
رہیا کول نہ مول اُوہ نظر آیا مینوں نظر آیا مدت بعد سیو
آن پیر حسینؒ شاہ نحن اقرب دتا آن مینوں ارشاد سیو
ہن کرم علی لکھ شکر کریئے ہویا کفر تے شرک برباد سیو

ب:۔ بنگلے دیوچہ یار بیٹھا ایویں کوک تے دھاڑ پکار دے جی
وچہ جا میتا ندے ہون نیویں ایوں ہتھ تے پیر پیار دے جی
بناں ذات خدا دی صحیح کیتاں ایہہ کم ہین سب آزاد سے جی
کہے کرم علی اساں دیکھ لیا لکھیا وچہ کتاباں چار دے جی

ت:۔ تو ہیں توں نہیں ہور کوئی مینوں پیا بھلیکھا نہ ہور گو میاں
کل شیء قدیر میں آن ڈٹھا بھاویں لکھ یاون لوک شور میاں
ایمیں لبھ لیا تینوں سجناں وے بھاویں سادھ ہیں توں بھاویں چور میاں
کہے کرم علی انا الحق والا نت اٹھ مچا سی شور میاں

ش:۔ صاف سینہ دیکھ صاف کر کے دِسئین ذات خدائی دے طور تینوں
تینوں کعبہ دے جان دی بڑی خوشی ایہہ مت دسیندا ہور تینوں
اوہو یار تیرا تیرے کول رہے ذرا آوندا نہیں ہے غور تینوں
کہے کرم علی پھڑ پیر کامل ہووے دید خدائی دی قدر تینوں

ج:۔ جاگدے نال میں جاگ پیا گرو دور کیتا میرا بھرم سارا
لیا دیکھ اکھیں جھنوں دور اکھن ایہو روگ سی جان نوں بڑا بھارا
بیٹھی دیکھدی ہاں پئی ہسدی ہاں ہس ہس کے مار دی عشق نعرہ
کہے کرم علی ہور کی آکھاں سوہنا دسدا ہے مینوں آشکارا

ح:۔ حال احوال نہ دیکھدا ہاں ایویں اپنا آپ گواندا ہیں
قاضی پنڈتاں دا کہا من دا ہیں ایویں جنم نوں لیک کیوں لاوندا ئیں
اٹھو پہر میتا ندے وچہ رہیں ایویں اندھ گوار سداوندا ئیں
کہے کرم علی دوزخ بہشت والی پھاہی وچہ کیوں جان پھساوندا ئیں

خ:۔ خوشی دیوچہ ہمیش رہاں نہیں غمی دا کوئی خیال مینوں
اُوہو دِسدا ہے جدھر دیکھدا ہاں نظر آوندا خوب جمال مینوں
جیون مرن دا فکر نہ رہیا رائی رہی اُسدی خوشی کمال مینوں
کہے کرم علی ہور لوڑ ناہیں نت حق دا رہے وصال مینوں

د:۔ دیکھدا نہیں توں حال اپنا تینوں حق نے آپ سراہیا ای
ولقد کرمنا بنی آدم خود واسطے تیرے فرمایا ای
اِک ناوں گناواں ہے مول تیرا تیرے وچ اُوہ آپ سمایا ای
کہے کرم علی نہیں فرق کائی ایویں بھرم تینوں بھرمایا ای

ذ:۔ ذوق دینال میں بیٹھ گیاں جند چھٹی کوڑ کیوں آن میری
ویکھو ذات دے نال میں ذات ہویاں رلے سنگ پیارے دے جان میری
سُٹے لاہ لباس جو بشر والے پھیر نکلی سی جیہڑی شان میری
کہے کرم علی خلقا آدم حق سچ ہے ایہی پہچان میری

ر:۔ رب دینال توں پیا سُتا پھر کیوں کونج وانگوں پیا کوکدائیں
قاضی پنڈتاں دی مت لگ کے گھر بار کیوں اپنا پھوکدائیں
آکھے لگ کے ایہناں اولیا ندے پھر بکرے وانگ کیوں بوکدائیں
کہے کرم علی ایہو بات مندی کیوں حق ولوں دل روکدائیں

ز:۔ ذرا نہ فرق میں منیا ہے جو کجھ میں ہاں سوئی ہے آپ جانی
جو کجھ میں کراں سوئی آپ کرے نہیں دوسرا کوئی جو ہور ثانی
جسم جان دیوچہ سما گیا بڑی آن کیتی اوہنے مہربانی
کہے کرم علی ایہو بات منی حق سچ دلوں کر خوب جانی

س:۔ سمجھ کے خوب حساب کیتا اوہی اوہی نہ دوسرا ہور کوئی
کتے ہسدا ہے کتے گاوندا ہے کتے ہیر سلیٹی ہو دیوے دھوہی
کتے گوپیاں دے سنگ کاہن بنیا کتے جنگلیں ملّی ہے ان دوی
کہے کرم علی کتے جوگی بن کے رانجھے جا سیالاں دی ہیر موہی

ش:۔ شرع پہچان محمدی جے بناں شرع دے کم ویران تیرے
شرع خاص توحید ہے نبی والی آوے عقل نہ وچہ انجان تیرے
اک اک جانی حق سچ کر کے دوجا آوے نہ وچہ دھیان تیرے
کہے کرم علی قسم وجہ اللہ آپ آکھیا پاک رحمان تیرے

ص:۔ صواد آیا تینوں ایس گلوں جدوں اپنے آپ نوں جانیا میں
دِسے حق ہی حق نہ غیر کوئی اِس بات نوں خوب پہچانیا میں
سچ پر سوں بے چنت ہو پکڑ پلڑا لے مکھ تانیا میں
کہے کرم علی دس اللہ اللہ دل جان تے خوب لے مانیا میں

ض:۔ ضابطہ مول نہ رکھنا ہیں ایہہ کی بھرم پیا تینوں ایہا جہیا
تیری ذات باجھوں نہیں ہور کوئی حق سچ ہے عارفاں دا کہیا
جہیڑا گھنڈ تھا وہم حیا والا تیرے مکھ تے آن کے آپ لہیا
کہے کرم علی جے توں جان دیویں کوئی تیرا نہ اوہدا فرق رہیا

ط:۔ طلب تے لوڑ نہ رہی کوئی وچہ اپنے آپ سنسار ہویا
جیہڑی قید نے عبد آداب والی اُس قید تے لنگ ہن پار ہویا
اِک جھاتڑی پائیکے دل اندر ترت پھرت سارا میرا کار ہویا
کہے کرم علی گوراں مہر کیتی گھر بار کولوں خبردار ہویا

ظ:۔ ظاہر رب ہے رب تیرا ایویں جنگلاں وچہ نہ رب ٹولیں
پھڑ پیر کامل کرے مہربانی سکھ اپنے آپ توں خوب لوڑیں
لویں دیکھ اکھیں ناہیں صبر آوے سب بھید پیا سارا آپ کھولیں
کہے کرم علی ذات وچہ ڈیرا پھر دس ہاں مینوں تو کیوں ڈولیں

ع:۔ عشق دے وچہ میں محو ہوئی ٹولاں عین بھر عین نہ نظر آوے
دیکھ چپ چپاتے ہو بیٹھ گئی باجھ اپنے ہور نہ کچھ بھاوے
نہیں ہور کوئی حق جان لیا جیکر ہوندا کتے نہ اوہ نٹھ جاوے
کہے کرم علی ہے سروپ تیرا کر کے آوندا ہے لکھ لکھ دھاوے

غ:۔ غیر نوں دلوں توں دور کریں تینوں غیر نے خوب خراب کیتا
رَل حاجیاندے سنگ حج کریں بیٹھ گھر نہ آپ حساب کیتا
کہے عارفاندے نہیں لگدا ئیں تیں تے آپ ہے دل بیتاب کیتا
کہے کرم علی اوہ تاں نال تیرے کیوں تیں آگ بال دل کباب کیتا

ف:۔ فقر دا راہ ہے بڑا سوکھا کل شیء دے وچہ خدا دے

اوّل آخر اوہوے تے ظاہر باطن باجھ اُسدے نہ جدا دے

کوئی جائے نہیں اُسدے باجھ خالی سبھ اُسدی ناز ادا دے

کہے کرم علی آپو آپ اللہ سانوں ایہہ بھی جابجا دے

ق:۔ قہر کی ہویا دسیں مینوں گھر ہوندا یار نہ مول جانے

کتے بھیس وٹا کے آوندا ہے جان بجھ توں اُسد سے کل بانے

پاک ذات توں خوب تحقیق کرین تینوں آکھدے آنکے سب سیانے

کہے کرم علی ایہہ تاں بات اچھی میں تاں آکھداہاں سب تیرے بہانے

ک:۔ کن دیوچہ آواز میری تت حق دے نام دا آندا جی

اکھیں دیکھ لیاں دلوں جان لیا بن اُسدے کچھ نہ بھاوندا جی

وھو امنکم قرآن اندر دیکھو آپ ہی خود فرماندا جی

کہے کرم علی نہیں ہور کوئی رب ہو کے عبد سداوندا جی

ل:۔ لکھ کروڑ توں بھو دوزخ بنا اُسدے ہور نہ ہور کوئی

ایویں بھرم حیا دے وچہ پہ کے تیں مت کیوں اپنی کھوئی

پھریں کملیاں وانگ توں ایویں پیا گھر چھڈ یا ملّی تیں آن روہی

کہے کرم علی نہیں فرق کائی جو کچھ اوہا انت لے جان اوہی

م:۔ محمدؐی ایہو جیہا جس میم وچہ کل سمایا ہے
کتے علی علی بن آپ دِسے کتے حسنؓ حسینؓ سدایا ہے
کتے غوث الاعظم جیہدا نام آیا پنجتن پاک دا لال کہلایا ہے
کہے کرم علی حق سچ ایہہ ہے نہیں دوسرا غیر جو آیا ہے

ن:۔ نام نشان حبیب تیرے تیری نظر دیوچہ نہ آوندا جی
اکھیں کھول کے مول نہ دیکھدائیں کس گل تے توں شرماندا جی
ذرا اپنی طرف نہ خیال کریں ایویں رو کے جند کھپاوندا جی
کہے کرم علی پیارا کول تیرے ایویں وہم تے شور مچاوندا جی

و:۔ وصل ہویا جدوں یار دا جی میری گئی سب ذات صفات میاں
عشق نے توڑ مروڑ سٹے جیہڑی لگی نے وچہ قناعت میاں
مینوں ہس کے کول بہا لیا کیتی سنگ میرے گل بات میاں
کہے کرم علی مکھوں ہس پیا جدوں ہوئی میری ملاقات میاں

ہ:۔ حرفاں دے دل نہ خیال کریں اک الف تے سب ظہور ہویا
ایہو جان لے توں حق سچ کر کے کوئی دو جا نہ ہور ضرور ہویا
سارے منگدے دیدار خدائیدا جی سوئی وچہ ختم کوہ طور ہویا
کہے کرم علی حق جان لیویں تیرا پیارا نہیں تھیتوں دور ہویا

لا:۔ لاالا دا سبق ذکر کر کے الا اللہ دیوچہ وصال ہویا
جدوں اکھیاں کھول کے نظر کیتی خود اپنا آپ جمال ہویا
میرا وہم خیال تمام سارا اک بارگی آن اچال ہویا
کہے کرم علی ہن سمجھ آئی میں تاں ہس کے بہت نہال ہویا

الف:۔ آپ پھر پہن لباس آیا تینوں حمزہ نام سنا نودا ہے
الف الف جانیں دوجا ہور ناہیں ایویں وچہ بھلیکھیدے پانودا ہے
بناں اسدے ہور نہ ہور جانیں ایویں اپنا آپ لکا نودا ہے
کہے کرم علی وہوا منکم دیکھو وچہ قرآن فرمانودا ہے

ی:۔ یار بوہے میرے آن وڑیا مینوں ستی نوں آن جگالیا
گئے دکھ تے درد تمام سارے جدوں سینے دے نال لگالیا
میری ذات صفات نہ رہی کائی اوہنے اپنے نال رلالیا
کہے کرم علی حق و حق دِسے جھڑا بھرم تھا سب اٹھالیا

سی حرفی سوم

الف:۔ ایک کو سمجھ پیار سے دوجا بھرم اٹھاؤ رے
گور چرنوں کی لے کر مٹی اینجن کر کے پاؤ رے
پیر حسین شاہ آن پیا سوں دم دم دہیان لگاؤ رے
کرم علی تب ہونستارا اپنا آپ بھلاورے

ب:۔ بولا کیوں ہو کر بیٹھا وجہ اللہ دی رمز پچھان
جیدا چاروں طرف ہے جلوہ اسنے لکھیا وچہ قرآن
سوچ سمجھ لا بیٹھ تو آ سن نہ ہو من میں مول حیران
کرم علی گور بھیت بتاوے سمجھ کریں تو میری جان

ت۔ تنکا نہیں تیں وچہ جدا ذات خدا اور تیں نہیں یار
عقل فکر دی کر کر بُوجھی کیوں مویائیں چک چک بھار
لکھن پڑھن سے حاصل ناہیں اگلا پچھلا دفتر پھاڑ
کرم علی ایہہ علم لدنی مرشد سے تو سمجھ دچار

ث:۔ صندوق دلے دے اندر جا وڑ چپ چپاتا توں
گور کرپا کی لے کر کنجی توڑ شرک دا تالا توں
تاں چڑھ چھیج پیادے پیارے بن بیٹھیں درماتا توں
کرم علی نینوں کا اپنے کھو پیارے اندھراتا توں

ج:۔ جلا کر اپنی ہستی، مُطلق مُطلق بن پیارے
نفی اثبات سے واقف ہو کے خوب کرو درشن پیارے
اسی بات کو حاصل کرنا ایہہ من مایا دہن پیارے
کرم علی خود نید جو چاروں ایہہ پکارن ہن پیارے

ح:۔ حال حقیقت دلبر سانوں اندر وڑ وڑ وسدائی
وفی انفسکم دس دس سوہنا دیکھ لو پھر ہسدائی
میں دل آوے ہے کھیڈے مول نہیں اوہ نسدائی
کرم علی دا اوتھے ڈیرا جیتھے دلبر وسدائی

خ:۔ خواہش دے اندر وڑیا اکدن تینوں بھارا ہے
پرزے پرزے ہوون تیرے خوب پھر سے سر آرا ہے
موہ مایا میں خیال نہ کر تو کوئی دن دا چمکارا ہے
کرم علی جن غیر اڑایا جوگ اسی کا سارا ہے

د:۔ دید کر دیکھ پیارے مکھ پر گھنڈ کیوں پائی دا
صاحب تیرا تیں وچہ وَسے باہر کیوں ہن جائی دا
الانسانیہ حق فرمایا فرق نہیں اِک رائی دا
کرم علی جس حق کرجاتا عاشق اوہی الٰہی دا

ذ:۔ ضرب لا وحدت والی اپنے دل دے اندر توں
پی پیالہ ہو متوالہ جا وڑ اپنے مندر توں
دیکھ پیاراتیں وچہ وَسے جدا نہیں اک دم بھر توں
کرم علی کیوں پھسیوں پھاہی توڑ حرص دا لنگر توں

ر:۔ رونق جدتیں پر ہووے اپنا آپ سیانی توں
جسدا اوّل آخر جلوہ اُسنوں یار پہچانی توں
گور اپنے دی کر لے سیوا نہ کر جھوٹی بانی توں
کرم علی کل شیٔ ذات خدا دی جانی توں

ز:۔ زر دولت دیوچہ پیارے اپنا آپ بھلایا ہے
اندر تیرے باغ بغیچہ کیوں اسنوں کملایا ہے
نفی اثبات دا دیہہ تو پانی جلدی حق فرمایا ہے
کرم علی بن کرنی کس نے حق نوں پایا ہے

س:۔ سوا اُسدے نہیں کوئی سمجھ پیارے کر کر گیان
جو کجھ چاہے سوئی کردا میرا کہیا سچ کرمان
عقل دلیل اٹھا کر پیارے وفی انفسکم سمجھ پہچان
کرم علی ہر تھائیں رچیا تیرا پیارا دلبر جان

ش:۔ شہر جو وحدت والا جے توں پیارے کریں آباد
رنگ محلیں جا چڑھ بیٹھیں دلنوں اپنے کر کر شاد
ایک ایک کر جان پیارے کفر کبر کو کر برباد
کرم علی جد اِک کر جاتا جو تھا انت سوئی تھا عاد

ص:۔ صورت جو دلبر والی دل تے نقش جمایا میں
دلبر دلبر ہر دم آکھاں سارا خوف اٹھایا میں
جتول دیکھاں اوہو دِسے سارا بھرم مٹایا میں
کرم علی گور اپنے پیارے چرن کول چت لایا میں

ض:۔ ضرور دویت دل تھیں ساری دور کریے جی
عقل دلیل اٹھا کر اپنی ذات نوں ثابت کریے جی
پل پل دم دم یار اپنے نوں نیوں نیوں سجدہ کریے جی
کرم علی کل ہون مراداں دوہیں جہانیں تریے جی

ط:۔ طالب ہو مطلوب نہ جاتا طالب نام رکھایا کیوں
بجن گوراں دا نہ جس جاتا اپنا موڈ منڈایا کیوں
پڑھیا علم تے عمل نہ کیتا بگلہ بھگت کہایا کیوں
کرم علی گور کرپا باجھوں مورکھ سیس کٹایا کیوں

ظ:۔ ظاہر باطن تینوں دے پھر کملے کیوں رونا ایں
حرص ہوا دی پھاہی پا کے جنم اکارت کھونا ایں
اپنے گھر دی خبر نہ تینوں نیند بھری بھر سونا ایں
کرم علی پڑھ وجہ اللہ نوں پھر نہ پاس کھلونا ایں

ع:۔ عین میں بچ کر جاتا عین اُتوں جند واری میں
لکھ لکھ جان کراں قربانی عین دے نام توں تاری میں
اسنوں دیکھاں اسنوں ٹولاں ہور نہ دیکھن ہاری میں
کرم علی جس عین دکھایا اُس توں جان بلہاری میں

غ:۔ گیا جب نقطہ دل تھیں عین الحق چڑھ بولاں میں
پیارا میرے اندر بیٹھا جس نوں پیارے ٹولاں میں
کر کر گلاں اُس سنگ ہستاں نحن اقرب بولاں میں
کرم علی چڑھ سیجے سُتی جند پیا پر گھولاں میں

ف:۔ فقر جس حاصل کیتا بے پرواہ سدایا ہے
چڑھ سولی تے دے آوازہ انا الحق کہلایا ہے
کل شیء محیط جو وانگن ہر ہر بیچ سمایا ہے
کرم علی دھر ہندی مکھ تے احمد بن کے آیا ہے

ق:۔ قلندر جد توں ہویا ہرگز مول نہ ڈریا کر
بھاویں کافر آکھن تینوں ہمہ اوست نت پڑھیا کر
سرب پورن دا ایہہ آوازہ برہم اسمیں کریا کر
کرم علی دریائے وحدت من آئی تاری تریا کر

ک:۔ کریمی کس دی چاہیں تیں بن ہور نہ کوئی ہے
من رانی آپ پکارے جانی اوہی اوہی ہے
موہ مایا میں پھس کر پیار سے مت کیوں اپنی کھوئی ہے
کرم علی جد چشم اگھاڑی جو کچھ میں اوہ سوئی ہے

ل:۔ لبالب ہویا خزانہ جس نے حق نوں پایا ہے
بے پرواہ اوہ بن کے بیٹھا اپنا آپ بھلایا ہے
ہستی دا جو بھرم بھلیکھا سارا مار گوایا ہے
کرم علی نوں دور جو کر کے اللہ نام رکھایا ہے

م:۔ محمدؐ بن کے پیارے خوب ظہور رچایا ہے
الانسان سری والا آپے بھیت بتایا ہے
احد دیوچہ میم ملا کے اپنا آپ لکایا ہے
کرم علی نوں شکل دکھا کے آدم نام رکھایا ہے

ن:۔ نظر وچہ توہی توہی شرم حیا پھر کس دا ہے
ملکر تینوں بھرم دوئی دا آپ مہاراں کھسدا ہے
ہر ہر جاگہ ہر ہر طرفے وجہ اللہ ہی دسدا ہے
کرم علی فی کل شیءِ چارو طرفہ اُسدا ہے

و:۔ وجہ اللہ جد میں پڑھیا سہنسا سب مٹایا ہے
اندر باہر پیارا دسے ہور نہ کوئی پایا ہے
مل کے اپنے یار پیا نوں انحد ناد بجایا ہے
کرم علی حق سچ کر جاتا دوجا بھرم مٹایا ہے

ہ:۔ ہدایت جے توں چائیں اس نوں اپنے اندر بہال
دور نہیں اوہ تیں تھیں پیارا اُسنوں ٹول محبت نال
ہو حیراں بیٹھا کیوں کدی تے اپنا آپ سنبھال
کرم علی ایہہ راہ اوکھوا چلنا ایتھے بہت محال

لا:۔ لعل من ہیرا موتی اس نوں پیارے خوب پہچان
ست گور پورے دی کر سنگت نہ بن مورکھ تو انجان
کدی نہ اپنے من وچ سمجھیں ایہہ تینوں کی پے گئی بان
کرم علی گور کرپا باجھوں کدے نہ ہو وے تینوں گیان

ع:۔ آن صورت بدلائی حمزہ نام رکھائی دا
لک چھپ ہو کے کرے نظارا پردہ کرے لوکائی دا
پیچ لیاقت والے پا کے سانوں کیوں بھرمائی دا
کرم علی بن مرشد کامل بھیت نہیں ایہہ پائی دا

ی:۔ یار جد میں ول آیا ہویاں میں قربان کوڑے
اندر وڑ جاں پھیرا پایا رہی نہ تن من جان کوڑے
دمدم دیوچہ آن سمایا رہیا نہ دوجا دھیان کوڑے
کرم علی گور کرپا کیتی دسیا ہر ہر شان کوڑے

سی حرفی چہارم

الف:۔ آئی جان لباں پر میرے ساتھی کد سدھارے
کی کراں کوئی پیش نہ جاوے رَوواں بیٹھ کنارے
جیون دی کوئی آس نہ مینوں اگ لاواں گھر بارے
کرم علی پئی دھاڑ عشق دی چار چوفیروں مارے

ب:۔ باندی دلدار دی ہاں بہاویں لکھ کرے دُرے کوڑے
اوہ راضی رہے اساں تے بہاویں دور رہے بھاویں اُرے کوڑے
میں خدمتگار ہاں اُسدی میرے نین نیناں ول جڑے کوڑے
کرم علی اوہ دوزخ جاوے جہڑی عشق پیا تھیں مڑے کوڑے

ت:۔ ترنجن وچہ چت نہ لگدا میں کتاں کس بھر واسے
برہوں ماریتی میں کملی دوجا سیاں کردیاں ہاسے
نظر نہ آوے یار آسانوں پئی رَوواں آسے پاسے
کرم علی میں عاجز ہویاں جند آئی وچہ نکاسے

ث:۔ ساون دی بونداں وانگوں اکھیں نیر وہاواں
جے کتے آوے یار پیارا دکھڑے پھول سناواں
اُچے چڑھ چڑھ کوکاں ماراں پیاں دھماں شہر گراواں
کرم علی جے ملے پیارا سینے نال لگاواں

ج:۔ جانی اپنے باجھوں نی میں ہویاں کملی جھلی
پیڑ وچھوڑے مار گوائی نی میں کر کر اڑیو کلی
دلبر باجھوں دیکھو نی میری جان ازائیں چلی
کرم علی پئی رونے باجھوں گل ساڈے وچہ ٹلی

ح:۔ حال حقیقت کس نوں آکھاں پیارا میرا کول نہیں
دیس بدیس پھراں میں ڈھونڈاں پیندی مینوں ٹول نہیں
میں مر چکیاں وچہ دکھاندے آپیاریا رول نہیں
کرم علی کی خوشیاں کریے گھر ساڈے ہمجول نہیں

خ:۔ خیال رہے دن رات اساڈا صورت وچہ پیارے دی
جیویں ہیر سلہٹی کر دی خواہش تخت ہزارے دی
نیند آرام نہ آوے مینوں گھڑی گذری قہر قہارے دی
کرم علی میں پھوک جلایاں اگ واقنا عذاب النارے دی

د:۔ دیونی دس اسانوں میرا پیارا بھی کتے آنودا ہے
مُرلی والا خاص پیارا آوے کتے بجا نودا ہے
اوگنہاری نپٹ کمینی نوں آن سینے سنگ لانودا ہے
کرم علی نوں دو ہیں جہانیں صدقہ اس دے نام دا ہے

ذ:۔ ذبح مینوں نت کر کر جسے تیرے باجھوں ہجر نکما
کر کر یاد تسانوں رواں گھر آوے یار بلما
تو صاحب میں باندی تیری بھاویں وچ مینوں بن دماں
کرم علی پیا جو بن جاندا اس پیا بن ہن نکھڑما

ر:۔ رات ہجر دی بہت اوکھیڑی کسے نوں رب نہ پاوے
ہور ملک الموت دے مارے مردے ایتھے بن آئی مر جاوے
لکھ طبیب تے لکھ سیانے ایتھے ہر کوئی شرماوے
کرم علی ایتھے دارو ایہی اوہ آپ دیدار دکھاوے

ز:۔ زہد ریاضت کم نہ آوے جیتھے عشق دیوے آبھوکا
جگا جھاگا سب پھک جاوے ایہہ کم نہیں کوئی سوکھا
مٹے تسبیح اور جنجو سب جاوے مذہب چروکا
کرم علی نہیں عشق سوکھا لا عجب ہے یار انوکھا

س:۔ سناؤنی اج سیئو سوہنے دی اج گل کوئی
جس جگہ اوہ ہے بٹھلایا جاؤ دیکھلاؤ چل کوئی
جان لباں پر آئی میری کتے دیکھ لواں میں پل کوئی
کرم علی چل اسنوں ملیئے کر کے اج ول چھل کوئی

ش:۔ شرم دا برقعہ میرا دور ہویا سب سیئو سارا
عشق نچایا کر کر تھیا مدھوں ہویا کنارا
اک دیدار پیارے باجھوں ہور نہ کوئی سہارا
کرم علی العشق نار لایا آن دوگاڑا

ص:۔ صورت تیری سایاں رات دِنے نہ بھلے
پنوں پنوں پئی پکاراں نیر اکھیں تھیں ڈھلے
جیویں سسی رلدی پھر دی وچہ تھلاں سر کھلے
کرم علی جے ملے پیارا تاں گھ دلیدی کھلے

ض:۔ ضروری عشق تریدی دل وچہ لگی کانی
ہوش عقل سب مار گوائی کر کے بہت حیرانی
کدی تے وہ دیدار اسانوں کر کے مہربانی
کرم علی میں روندی پھردی باجھ پیارے جانی

ط:۔ طلب تیرے دیدار دی رہندی سنج صبا ہیں
دوروں میں پکار کراں تو سنیں پکار کدائیں
جے دیویں دیدار اسانوں صبر آوے پھر تاہیں
کرم علی نت کراں اڈیکاں کر کر لمیاں بائیں

ظ:۔ ظاہر باطن چین نہ آوے باجھوں ڈٹھیاں تیرے
برہوں مار کے پھوک جلایاں نت اُٹھ کرے اکھیڑے
کی کراں کوئی پیش نہ جاوے لگی اگ چوفیرے
کرم علی اوہ نظر آوے کیتھے کیتے جا ڈیرے

ع:۔ عنائیت میں پر ہووے جے اوہ دیوے دکھائی
ہساں کھیڈاں گل لگ رووان ہووے فضل الٰہی
خوب سہاگن بن بن بیٹھاں دکھہ رہے نہ کائی
کرم علی گھر آوے سوہنا دلدی کرے صفائی

غ:۔ غریباں دا کی چارہ رو رو وقت وہاواں
سنگتے نال شریکت کیہی نیوں کے وقت لنگھاواں
غیر نہ جاناں اپنے دل تھیں قدمیں سیس ٹکاواں
کرم علی گل ناہیں بن دی اپنا آپ گواواں

ف:۔ فریاد اسے دے اگے جے کر اسنوں بہاوے
اوڑک اوہو سردا سائیں سو کرے جو چاہوے
لکھ لکھ بھاویں دیوے سختی ایں تھیں بھج نہ جاوے
کرم علی کر کر آرزویاں قدمیں سیس ٹکاوے

ق:۔ قہر دی رات نی مائے سخت وچھوڑے والی
کوکاں کوک سناواں کسنوں ہائے جانی جانی
گرد غبار چوفیرا دسے رات اندھیری کالی
کرم علی شاہ درد کولا ایتھے کوئی نہ جاوے خالی

ک:۔ کرم کر آویں جم جم واسطے رب دے پیاریا وے
دیہہ دیدار کدی تاں مینوں رب رسول دیا تاریا وے
دل تے جان تن من تیں پر صدقے کر کے واریا وے
کرم علی نوں دل توں اپنے کیوں توں یار وساریا وے

ل:۔ لیاں نے ڈھو تلواراں پکڑی عشق کولیاں جی
ہوش عقل اٹھ گیا سارا جان اڑائیں چلیاں جی
کی کراں کوئی پیش نہ جاوے پئی رووان بہ کلیاں جی
کرم علی جے ملے پیارا سب گلاں ہون سولیاں جی

م:۔ مراں تاجیواں مائے نی میں برہوں بہت ستایاں
راہ اکھیڑے بہت کولے نی رو رو دیواں دوہایاں
نظر نہ آوے یار اساڈا جند آئی وچہ بلایاں
کرم علی کدی دا ترسے کدی آؤ میرے سایاں

ن:۔ نکلنا ہجر اسانوں نت اٹھ لیکاں لاوے
خیال اساڈا مول نہ چھڈدا مڑ مڑ کروا دہاوے
لا کے آتش سینے اندر خوب طرح سلگاوے
کرم علی بے ترس نکارا خوف نہ ربدا کہاوے

و:۔ وصل جد مینوں ہویا پیر شہید مناواں میں
ہووے فضل الٰہی میں پر ہس ہس منگل گاواں میں
تاں چڑھ سیج پیادی سوواں دکھڑے بہوں سناواں میں
کرم علی پھر سگھڑ سیانا اپنا نام رکھاواں میں

ہ:۔ ہادی دی دس نہ پیندی پھراں ہو ہوروں ہاکی
اُچے چڑھ چڑھ نظراں ماراں مول نہ پیندی جھاکی
کس دوتی نے جا سکھلایا ہو بیٹھا اوہ عاکی
کرم علی تاں مڑ کے جیواں بھر کے دیوے پیالہ ساقی

لا:۔ لیں مری سار پیاریا میں ہاں بڑی اوگہناری
تیرے ڈٹھیاں سب دکھہ جاون مرض ہجر دی ساری
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں مری نال تساڈے یاری
کرم علی نوں لئیں لا سینے آ پیارے اِک واری

ء:۔ الٰہی فضل ہویا مینوں دس پئی آنیڑے
کوئی دن نوں آجاؤ سوہنا سنج یا وقت سویرے
دکھ جھگڑے مٹ جاون سبھے ہور پیڑاں دے جھیڑے
کرم علی میں شکر مناواں شوہ آوے گھر میرے

ی:۔ یار سچا یار اسانوں ملیا پیر حسین کوڑے
ہجر فراق گیا اٹھ سارا خوب ہوئی سکھ چین کوڑے
شکر الحمد میں رل مل گیاں جلدی سی دن رین کوڑے
کرم علی نوں اوہی دسدا عین وعین کوڑے

کوٹھہ نامہ

رب منزہ جائے مکانوں جندوں جانوں پاک نشانوں
باہر عقلوں فکر بیانوں غیب الغیب سدایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

سب جگہ سب جائے نیارا ڈھونڈے اسنوں عالم سارا
ہر ہر دیوچہ لگدا پیارا بول اٹھا جس پایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

طالب جسدی کل لوکائی اُس دا کوٹھہ گھر نہ کائی
جلوہ دے تجویز اٹھائی آدم کوٹھہ پایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

اول ماخلق اللہ نوری پھر اُس نوروں کل ظہوری
خوب دشت سچائی پوری دہرت آکاش نکایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

اس کوٹھے دا نقش نیارا بنیا تنیا آپے سارا
نہیں تاں آدم کون بچارا عین اُسی کا سایہ ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

قدرت نال معمار ازل دا رکھن لگا سوت محل دا
وحدت کولوں کثرت ملدا خود اڈنبر چایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

کر پنسار جلال جمالوں بنیاد رکھی ہے صفت کمالوں
بھرتی بھر کے عین خیالوں کر مضبوط اٹھایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

چار عناصر رچے مصالحے اٹاں گارا چونا نالے
پنج لطیفے نال سنبھالے رندہ رضا دا لایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

تیسی پکڑ ریاضت والی　　کرنڈی کرنی آپ سنبھالی
اِٹ اِٹ کر کے آپ بٹھائی　　آپ بناون آیا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

چار طریق چارے چلے　　فقر سلوک بیڑے بنھے
طاق لوائے ون سونے　　طرفاں نال سوہایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

نو دروازے طاقی نالے　　پنج حواس رکھے وچ آلے
چار مزاج چو گوشے ڈالے　　نال حسن دے بھید رچایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

وفی انفسکم جھرنی لاوے　　تتی ٹھنڈی واؤ چلاوے
دکھ سکھ دا دم آوے جاوے　　سب کسب کمال دکھایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

الانسان سری مینوں لائی دعوے سے پھر چھت اٹھائی
اس کوٹھے دا شان الٰہی کیا طو مار اٹھایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

دین مذہب دی استاکاری بنکے عمل نکاسی ماری
ہوش تمیز صلح سواری روغن مشک لگایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

خوف رجا دا صحن بناوے موت حیات کواڑ اڑاوے
شوق محبت تکیہ لاوے عشقوں فرش وچھایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

ایسا کوٹھہ پایا کامل چوداں طبق کیتے وچہ شامل
جو کجھ چاہیں اسوچہ واصل بھید وبھید ملایا ہے
کیوں ڈھونڈاں میں باہر میرے کوٹھے دیوچہ آیا ہے

گورنامہ

گور کائی پہانسی میری جی ‏ ‏ گل ہوئی بہت چنگیری جی
جم جیوک سے جان چھڈائی ‏ ‏ جیوں کی تیوں پھر بات بتائی
گہپت سے پر گہٹ کر دکھلائی ‏ ‏ کیتی بھرم کی دور اندھیری جی
گور کائی پہانسی میری جی ‏ ‏ گل ہوئی بہت چنگیری جی
جب کیتا آ گور نے سایہ ‏ ‏ تب ہم اپنے آپ کو پایا
آتم تیرتھ غوط لایا ‏ ‏ پھر من ہویا اچیری جی
گور کائی پہانسی میری جی ‏ ‏ گل ہوئی بہت چنگیری جی
آن چھڈایا جپ تے جاپا ‏ ‏ مرن جیون کا توڑیا سہنسا
گور خوب جتایا اپنا آپا ‏ ‏ اوہو دسی بات سی جیہڑی جی
گور کائی پہانسی میری جی ‏ ‏ گل ہوئی بہت چنگیری جی
سانوں کرپا ایہہ فرمائی ‏ ‏ اپنا آپ رہے نہ کائی
ہر ہر جگہ ذات الٰہی ‏ ‏ ہور کوئی نہ میری تیری جی

گور کاٹی پھانسی میری جی — گل ہوئی بہت چنگیری جی

گور چانن کا پڑ چانن ہے — پرڈشٹ دیا سے جانن ہے

کیا مسلم کیا برہمن ہے — مت دوہاں دی اکھیڑی جی

گور کاٹی پھانسی میری جی — گل ہوئی بہت چنگیری جی

گور کایا کا روگ گوا دے — جیتھے سنگور پھیرا پاوے

ایسے گور کے میں بلہارے — من مار کیا پھر چیری جی

گور کاٹی پھانسی میری جی — گل ہوئی بہت چنگیری جی

گور سبق پڑھا وے علموں اگے — اوتھے کسے نوں پتہ نہ لگے

عالم فاضل ڈر دے سبھے — دیکھ کے گھمن گھیری جی

گور کاٹی پھانسی میری جی — گل ہوئی بہت چنگیری جی

گور پل چھن میں پار اتارے — بے گور ڈیکھن کھڑے کنارے

پار اُراروں کر کر نیار سے — بن چپّے بن بیڑی جی

گور کاٹی پھانسی میری جی — گل ہوئی بہت چنگیری جی

گیا اندھیرا ہویا اُجالا — دسیاں نوں ہے راہ سوکھالا

گور کرپا کا ایہو چالا — ڈشٹ دوئی توں پھیری جی

گور کاٹی پہانسی میری جی　　گل ہوئی بہت چنگیری جی

پیر حسین شاہ لحمک لحمی　　کرم علی گیا نقطہ وہمی

ہور بات نہ لینی دینی　　سانوں ایہو بات بہتیری جی

گور کاٹی پہانسی میری جی　　گل ہوئی بہت چنگیری جی

نمبر۲

گور صاحب بن کر آیا ہے آتر لوکی میں چھایا ہے گور صاحب بن کر آیا ہے

گور ہے میرا لا مکانی　　جہدا ناہیں کوئی ثانی

ہندی خلقت دیکھ دیوانی　　کیا نور و نور چایا ہے

گور صاحب بن کر آیا ہے

دیکھو لوکو کی کی ہوندا　　کتے مُرگی کتے بندا

کتے ڈنڈی کتے پھندا　　کتے جھگا یا لٹکایا ہے

گور صاحب بن کر آیا ہے

دیکھو لوگو گور دے چالے　　آپے مارے آپے پالے
کِتے صراحی جام پیالے　　پھر آن محیط کہایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

جس ول آ گور پھیرا پاوے　　موسےٰ وانگ کوہ طور جلاوے
اکھیں دیوچہ آن سماوے　　سب جالا دہند گنوایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

کِتے سنی آپ دکھایا ہے　　کِتے موحّد شیخ کہایا ہے
کِتے شیعہ بنکر آیا ہے　　کِتے دھواں آن رمایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

گور خود ہادی جو اللہ ہے　　کِتے مخفی کِتے تجلی ہے
جو نہ مانے سو جھلا ہے　　کتے سولی پکڑ چڑھایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

کِتے نبی علی بن آیا ہے　　ہو مولا بھید چھپایا ہے
کِتے حسنؓ حسینؓ سدایا ہے　　پھر آن شہید کہایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

کِتے مسئلہ آسنائی دا کِتے دیندا حکم مناہی دا
کِتے سرمد سِس کٹائی دا جا شمش پوش لہایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

کاریگر کیا کھیل رچائی طور طور کی شکل دکھائی
ہر صورت وچہ دیوے دکھائی چھر اپنا آپ لگایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

کِتے ظاہر ہو ہو بولے ہے کِتے تکدا وڑ وڑ اوہلے ہے
کِتے ہوکا دے دے ٹولے ہے شرب تے شور مچایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

ہو ابراہیم چیخہ پر آیا ہے کہیں یعقوب روندا پایا ہے
کہیں یوسف ہٹ وکایا ہے کی کی رنگ دکھایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

کِتے گنگا جمنا نہائی دا کِتے مکے حج کرائی دا
کِتے مڑہیاں پوجن جائیدا کِتے قبرین قل پڑھائی دا
گور صاحب بن کر آیا ہے

جھانجر بن کے شور مچاوے　　ہولی ہولی قدم ٹکاوے
کر کر خوشیاں دل پر چاوے　　کوئی اسدا بھیت نہ پایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

گور کی سیوا جس نے کیتی　　دین دنی کی مایا لیتی
وحدت جام صراحی پیتی　　پھر حق و حق دکھایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

گور بن سہنسا مول نہ جاوے　　تیرتھ کر کر عمر گذارے
بھاویں رو رو حیلے پاوے　　سنتاں ایہہ فرمایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

جس منتر گور کا یاد کیا　　اُس آوانت دل شاد کیا
اُس شرک کفر برباد کیا　　ایہہ دیکھو گور کی مایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

گور ظاہر باطن وسدا ہے　　گلاں میں سنگ ہسدا ہے
کتے ناگ بن بن ڈسڈا ہے　　بہر نگی نام رکھایا ہے
گور صاحب بن کر آیا ہے

گور پورے جان بھید بتایا ہے　　　تان چڑ انحد ناد بجایا ہے

ہر ہر دیوچہ صاحب پایا ہے　　　سہنسا سب مٹایا ہے

گور صاحب بن کر آیا ہے

پیر حسین شاہ رنگ رنگایا　　　بھرم دوئی دا مار گوایا

کرم علی نوں چرنیں لایا　　　ہن پر گھٹ کر دکھلایا ہے

گور صاحب بن کر آیا ہے

مناجات

ہن کرم علی کی آکھے جی عشق لگڑا چپ چپاتے جی

ہن کرم علی کی آکھے جی عشق لگڑا چپ چپاتے جی

خلقت آکھے مینوں جھلا وچہ وچالیوں پکڑیا پلا

عشق الٰہی ملیا غلہ　　　ہن دور ہوئے سب سیاپے جی

ہن کرم علی کی آکھے جی عشق لگڑا چپ چپاتے جی

پونجی لبھی دھری دھرائی اسیں بھی اُس پر این ٹکائی
سیّو رل مل دیہو دوہائی ہن مول نہ ہوواں پاسے جی
ہن کرم علی کی آکھے جی عشق لگڑا چپ چپاتے جی

دتا سانوں اوہ خزانہ جس نوں ڈھونڈے کل زمانہ
اسیں بھی ڈٹھا خاص ٹکانہ وچہ دہرت پتال آکاسے جی
ہن کرم علی کی آکھے جی عشق لگڑا چپ چپاتے جی

لگدا سانوں نظر نہ آیا جو کچھ ڈٹھا آکھ سنایا
لبھ گیا سانوں دھرا دھرایا ایتھے نہ شوہر نہ ماپے جی
ہن کرم علی کی آکھے جی عشق لگڑا چپ چپاتے جی

پیر حسین شاہ آن دکھایا سارا کرم علی نوں کھول پٹارا
ہستی توں پھر ہویا کنارا ہن ہس ہس ہوے ملاپے جی
ہن کرم علی کی آکھے جی عشق لگڑا چپ چپاتے جی

مدح شریف

امرالوقت حضرت پیر سیّد اشفاق محی الدین شاہ صاحب قادری

آستانہ عالیہ کوٹ شریف

بے درماں کا درماں ہیں سیّد اشفاق محی الدین

عافیت کا ساماں ہیں سیّد اشفاق محی الدین

نذر عنایت فیضِ برکت عطائے محی علی ولی

رنج و الم میں راحت رساں ہیں سیّد اشفاق محی الدین

منور چہرہ نورِ ازلی آدر شفقت وارثِ قادر

کامل و اکمل رحم سراپا ہیں سیّد اشفاق محی الدین

ظلمتوں میں بھٹکنے والو اِدھر آوَ

کنت کنزاً مخفی کے داتا ہیں سیّد اشفاق محی الدین

دَیا کرے اور کرم فرمائے جھولیاں بھرے جو منگتوں کی

ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا ناطہ ہیں سیّد اشفاق محی الدین

کوٹ شریف عرشِ معلیٰ مرکز و منبع نورِ تجلی

امرالوقت خلعتِ معرفت اللہ و اللہ ہیں سیّد اشفاق محی الدین

ابنِ راز سگ تمہارا احسان کرو یا رحمت عالم

در پہ پڑا ہے کرو عطائیں پھڑا ہے پلہ اشفاق محی الدین

حق اشفاق محی الدین، سچ اشفاق محی الدین

یا اشفاق محی الدین، یا اشفاق محی الدین، یا اشفاق محی الدین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نوٹ

☆ اِس کتاب میں جو بھی اقوال اور حوالہ جات تحریر کیے گئے ہیں اِنہیں سمجھنے کے لیے دوزانوں بیٹھ کر شوق و نیاز و عجز و ایثار و محبت کے سانچے میں ڈھل کر خشوع و خضوع سے اپنے پیشوا سرکار سے سمجھے اور سوجھت لے۔

کوٹ شریف کے مہاراج

تیری ولایت شاہی کا ڈنکہ سارے جہاں میں باجا
صدا راج مہاراج تمہارا کوٹ شریف کے راجا
تیرے غلام کے گھر رہے ہر دم خوشیوں کا ڈیرہ
تیرے منکر کو سارے جہاں میں نہیں ہے کوئی جاگہ
تیرا غلام کھڑا ہے در پر جھولی کو پھیلائے
جھولی بھر دے اپنے غلام کی خیر تو آکے پا جا
لاکھ تمنا ایک کہانی قصہ مختصر ہے
جا غلاماں موج کر اپنی اتنا سُخن سنا جا
جیون یوں ہی بیت نہ جائے للہ اب تو آجا
ہم پر نظر عنایت کیجیو کوٹ شریف کے راجا

کوٹ شریف کے مہاراج

تیری ولایت شاہی کا ڈنکہ سارے جہاں میں باجا
صدا راج مہاراج تمہارا کوٹ شریف کے راجا

تیرے غلام کے گھر رہے ہر دم خوشیوں کا ڈیرہ
تیرے منکر کو سارے جہاں میں نہیں ہے کوئی جا گہ

تیرا غلام کھڑا ہے در پر جھولی کو پھیلائے
جھولی بھر دے اپنے غلام کی خیر تو آ کے پا جا

لاکھ تمنا ایک کہانی قصہ مختصر ہے
جا غلاماں موج کر اپنی اتنا سخن سنا جا

جیون یوں ہی بیت نہ جائے للہ اب تو آجا
ہم پہ نظر عنایت کیجیو کوٹ شریف کے راجا

سلسلہ عالیہ قادریہ، فاضلیہ، بابرکت بافیض کوٹ شریف غربی
چک نمبر 477، گ ب، تحصیل سمندری، ضلع فیصل آباد